ماہنامہ
خالد
احمدی نوجوانوں کیلئے
اگست 2005ء
مدیر
منصور احمد نور الدین

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی
انچاسویں تربیتی کلاس سے اختتامی خطاب فرماتے ہوئے

مکرم ومحترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب ناظر اصلاح وارشاد مقامی
انچاسویں تربیتی کلاس سے افتتاحی خطاب فرماتے ہوئے

تربیتی کلاس میں شامل طلباء

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

محترم صدر صاحب کا پیغام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 22 ستمبر 2004ء کو مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت کے سالانہ اجتماع کے لئے اپنے پیغام میں تحریر فرمایا:-

اس اجتماع کے موقع پر میرا پیغام آپ سب خدام واطفال کے لئے یہ ہے کہ ان دو باتوں کو ہمیشہ مقدم رکھیں:

............اوّل عبادت کا قیام اور

............دوم خلافت کا احترام

اگر تم جانو تو تمہیں اس حقیقت کا علم ہو کہ انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد ہی عبادت ہے، اور اس عبادت کے دو حصے ہیں ایک خدا کا اور ایک خدا کی مخلوق کا، یعنی نمازوں کو بروقت، باجماعت اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ہمیشہ کوشاں رہنا۔

(مشکوٰۃ قادیان، خدام الاحمدیہ نمبر، ستمبر/اکتوبر 2004ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

monthlykhalid52@yahoo.com

اگست 2005ء
ظہور 1384 ہش

جلد 52
شمارہ نمبر 8

مدیر
منصور احمد نور الدین

مجلس ادارت
لئیق احمد ناصر چوہدری، عبدالرحمٰن
وقار احمد، سید عطاء الواحد رضوی

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی قیمت ۱۰ روپے ...... سالانہ ۱۰۰

Ph: +92 0476 212349 - 215415 - 212685 Fax: +92 0476 213091

ہم اور ہمارے والدین!!!

رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا

اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

ہم میں سے ہر ایک کو شب و روز اپنے والدین کے لئے یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ

λ ...... ماں وہ ہستی ہے جو اولاد کی پیدائش کے لئے خود اپنے اوپر موت وارد کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یہ سچی بات ہے کہ عورت کی بھی ایک نئی زندگی ہوتی ہے اب غور کرو کہ اولاد کے لئے پہلے ایک موت خود اس کو قبول کرنی پڑتی ہے۔ تب کہیں جا کر وہ اس خوشی کو دیکھتی ہے''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 694)

λ ...... باپ وہ ہستی ہے جس کی دعا اولاد کے لئے ہمیشہ قبول ہوتی ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ: ''باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ نمبر 502)

λ ...... ماں وہ ہستی ہے جس کے پاؤں تلے جنت ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔'' (نسائی کتاب الجہاد باب الرخصة فی التخلف لمن له والدة)

λ ...... باپ وہ ہستی ہے جو اولاد کی خواہشات کے لئے اپنی خوشی قربان کر دیتا ہے۔

λ ...... ماں وہ ہستی ہے جو اپنی اولاد کی پرورش کے لئے اپنے دن رات کا آرام اور چین ان پر وار دیتی ہے۔

''والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے، کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ (ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ 289)

λ ...... باپ وہ ہستی ہے کہ جو اولاد کی پرورش، ذہنی و جسمانی تعلیم و تربیت اور حفاظت کے لئے اپنا مال اور وقت قربان کرتا ہے۔

λ ...... ماں اور باپ وہ ہستیاں ہیں جو اپنی اولاد کو جوانی کی دہلیز تک لاتے لاتے، اپنی جوانی کو بڑھاپے کی نظر کر دیتے ہیں۔

غور کا مقام ہے کیا ہم پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ اپنے والدین کی ان بے لوث محبتوں، شفقتوں، رحمتوں، خدمتوں، اُلفتوں، عنایتوں، قربانیوں، غمگساریوں، ہمدردیوں، مہربانیوں اور دلجوئیوں کے نتیجے میں ان کی خدمت کریں، ان سے حسن سلوک کریں؟ دراصل ان سے یہ حسن سلوک بھی ہماری عاقبت کو سنوارنے کا ہی ذریعہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: بڑا ہی بدقسمت ہے وہ شخص کہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

> ''جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے والے ہوں اور ان کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھنے والے ہوں۔ آمین

اے رب میرے والدین پر رحم کر!

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۝

اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ ۝

اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

(بنی اسرائیل: ۲۴، ۲۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''......سب سے پہلے یہ بات بیان فرمائی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور وہ خدا جس نے تمہیں اس دنیا میں بھیجا اور تمہیں بھیجنے سے پہلے قسما قسم کی تمہاری ضروریات کا خیال رکھا اور اس کا انتظام بھی کر دیا۔ اور پھر یہ کہ اس کی عبادت کرکے اور اس کا شکر ادا کرکے تم اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور سب سے بڑا فضل جو اس نے ہم پر کیا وہ یہ ہے کہ تمہیں ماں باپ دیئے جنہوں نے تمہاری پرورش کی، بچپن میں تمہاری بے انتہاء خدمت کی، راتوں کو جاگ جاگ کر تمہیں اپنے سینے سے لگایا۔ تمہاری بیماری اور بے چینی میں تمہاری ماں نے بے چینی اور کرب کی راتیں گزاریں، اپنی نیندوں کو قربان کیا، تمہاری گندگیوں کو صاف کیا۔ غرض کہ کون سی خدمت اور قربانی ہے جو تمہاری ماں نے تمہارے لئے نہیں کی۔ اس لئے آج جب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تم منہ پرے کرکے گزر نہ جاؤ، اپنی دنیا الگ نہ بساؤ اور یہ نہ ہو کہ تم ان کی فکر تک نہ کرو۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لئے تمہیں کہیں تو تم انہیں جھڑکنے لگ جاؤ۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ وقت یاد کرو جب تمہاری ماں نے تکالیف اٹھا کر تمہاری پیدائش

کے تمام مراحل طے کیے۔ پھر جب تم کسی قسم کی کوئی طاقت نہ رکھتے تھے، تمہیں پالا پوسا، تمہاری جائز وناجائز ضرورت کو پورا کیا۔ اور آج اگر وہ ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جہاں انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے جو ایک لحاظ سے ان کی اب بچپن کی عمر ہے، کیونکہ بڑھاپے کی عمر بھی بچپن سے مشابہ ہی ہے۔ ان کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ تو تم یہ کہہ دو کہ نہیں، ہم تو اپنے بیوی بچوں میں مگن ہیں ہم خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ کہہ دیں جو تمہیں ناپسند ہوں تو تم انہیں ڈانٹنے لگ جاؤ، یا مارنے تک سے گریز نہ کرو۔ بعض لوگ اپنے ماں باپ پر ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ مَیں نے خود ایسے لوگوں کو دیکھا ہے، بہت ہی بھیانک نظارہ ہوتا ہے۔ اُف نہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ تمہاری مرضی کی بات نہ ہو بلکہ تمہارے مخالف بات ہو تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا۔ اگر ماں باپ ہر وقت پیار کرتے رہیں، ہر بات مانیں، ہر وقت تمہاری بلائیں لیتے رہیں، لاڈ پیار کرتے رہیں پھر تو ظاہر ہے کوئی اُف نہیں کرتا۔ فرمایا کہ تمہاری مرضی کے خلاف باتیں ہوں تب بھی نرمی سے، عزت سے، احترام سے پیش آنا ہے۔ اور نہ صرف نرمی اور عزت واحترام سے پیش آنا ہے بلکہ ان کی خدمت بھی کرنی ہے۔ اور اتنی پیار، محبت اور عاجزی سے ان کی خدمت کرنی ہے جیسی کہ کوئی خدمت کرنے والا کر سکتا ہو۔ اور سب سے زیادہ خدمت کی مثال اگر دنیا میں موجود ہے تو وہ ماں کی بچے کے لئے خدمت ہی ہے۔ اب یہاں رہنے والے، مغرب کی سوچ رکھنے والے، بلکہ ہمارے ملکوں میں بھی، برصغیر میں بھی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت نہیں کر سکتے، ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ جماعت ایسے بوڑھوں کے مراکز کھولے جہاں یہ بوڑھے داخل کروا دئے جائیں کیونکہ ہم تو کام کرتے ہیں، بیوی بھی کام کرتی ہے، بچے اسکول چلے جاتے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بوڑھے والدین کی وجہ سے ڈسٹرب (Disturb) ہوتے ہیں، اس لئے سنبھالنا مشکل ہے۔ کچھ خوف خدا کرنا چاہئے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ ان کی عزت کرو، ان کا احترام کرو اور اس عمر میں اُن پر رحم کے پر جھکا دو۔ جس طرح بچپن میں انہوں نے ہر مصیبت جھیل کر تمہیں اپنے پروں میں لپیٹے رکھا۔ تمہیں اگر کسی نے کوئی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو مائیں شیرنی کی طرح جھپٹ پڑتی تھیں۔ اب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو کہتے ہو کہ ان کو جماعت سنبھالے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنبھالتی ہے لیکن ایسے بوڑھوں کو جن کی اولاد نہ ہو یا جن کے کوئی اور عزیز رشتے دار نہ ہوں۔ لیکن جن کے اپنے بچے سنبھالنے والے موجود ہوں تو بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں۔ تو ایسی سوچ رکھنے والوں کو اپنی طبیعتوں کو، اپنی سوچوں کو تبدیل کرنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ جب تک والدین سے فائدہ اٹھاتے رہے، اٹھا لیا، مکان اور جائیدادیں اپنے نام کروا لیں، اب ان کو پرے پھینک دو۔ کسی احمدی کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تو (دین حق) کی بھلائی ہوئی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں رائج کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، اس کے حُسن کی چمک دنیا کو دکھانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ اس کے خلاف عمل کروانے کے لئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶رجنوری ۲۰۰۴ء)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

والدین سے حسنِ سلوک

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ :اُمُّکَ. قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اُمُّکَ. قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اُمُّکَ. قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اَبُوْکَ وَ فِی رِوَایَةٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ: اُمُّکَ. ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبُوْکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ اَدْنَاکَ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تیری ماں۔ پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے چوتھی بار پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے، پھر ماں ہے، پھر ماں ہے اور پھر باپ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔ (بخاری. کتاب الادب. باب من احق الناس بحسن الصحبة

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ، قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: مَنْ اَدْرَکَ اَبَوَیْهِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ کِلَیْهِمَا فَلَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مٹی میں ملے اس کی ناک۔ مٹی میں ملے اس کی ناک، مٹی میں ملے اس کی ناک (یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے) لوگوں نے عرض کیا۔ حضور کون؟ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔

(مسلم. کتاب البر والصلة. باب رغم انف من ادرک ابویه)

کلام الامام امام الکلام

انسان کی نیک بختی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنیؓ کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے۔ صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویسؓ کو یا مسیحؑ کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے، جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ ان سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنھوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کے لئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہونگے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا، تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونے سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے، ورنہ اختیار ہے۔ ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر ۱۹۵،۱۹۶)

ارشادات
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مشعل راہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 13 رمئی 2005ء بمقام (بیت) سلام، دارالسلام، تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں بیان فرمایا:-

''جماعت احمدیہ کی فتح اور اس کا غلبہ دنیاوی ہتھیاروں کے ذریعہ سے نہیں ہونا بلکہ یہ نیکیاں اور تقویٰ ہے جو ہماری کامیابی کے ضامن ہیں۔ ورنہ دنیاوی لحاظ سے تو نہ ہمارے پاس طاقت ہے اور نہ وسائل ہیں۔ دنیاوی وسائل کے لحاظ سے تو ہم غیر کا ایک منٹ بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر ہم میں تقویٰ پیدا ہو جائے گا، اگر ہم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کر لیں گے، اگر ہم اپنے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کر لیں گے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تمہیں وہ طاقتیں عطا کروں گا جن کا کوئی غیر اور کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق خاص تبدیلی پیدا کرے۔ اپنے تقویٰ کے معیاروں کو اونچا کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہو کر ہم نے جو یہ عہد کیا ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کریں گے، اس کی عبادت بجالائیں گے، اس کے حکموں پر عمل کریں گے، دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے، مخلوق کے حقوق ادا کریں گے، اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھائیں گے، کسی کا حق نہیں ماریں گے، تکبر نہیں کریں گے، بیوی خاوند اور خاوند بیوی کے حقوق ادا کرے گا اور صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ یہ حقوق ادا کرو تو تبھی ہم متقی کہلا سکتے ہیں۔ جب یہ سارے حقوق ادا کریں گے تو ہی متقی کہلا سکیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی اس لئے ڈالتا ہے کہ خدا کی رضا حاصل کروں تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی ثواب دیتا ہے۔ پس جو کام بھی آپ اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اور اس کے پیار کو حاصل کرنے لئے کریں گے وہ تقویٰ ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس سوچ کے ساتھ آپ اپنا ہر فعل کر رہے ہوں گے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت کبھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور نہ صرف آپ جماعتی لحاظ سے مضبوط ہوں گے بلکہ ذاتی طور پر بھی معاشرے میں آپ کا مقام بلند ہو گا۔ آپ کے مال اور اولاد میں خدا تعالیٰ برکت نازل فرمائے گا اور آپ کو عزت کا مقام عطا فرمائے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ (الحجرات: 14) یعنی اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ معزز کہے اسے پھر دنیا میں ذلیل ہونے کے لئے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ جو سب دوستوں سے زیادہ دوستی کا حق ادا کرنے والا ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ

دنیاداروں کے مقابلے میں اپنے بندے کو ذلیل ورسوا کرائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انبیاء کو دنیاداروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ دنیادار ہر کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح اس کے پیغام کو پھیلنے نہ دیں۔ دنیا کی نظر میں اس کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر کیا خدا نے کبھی ان کو چھوڑا ہے؟ کبھی نہیں۔ نبی تو پھر خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتا ہے اور دنیا میں کامیاب کر کے چھوڑتا ہے یا نہ ماننے والوں کو سزا کے طور پر مختلف شکلوں میں عذاب دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق ایک عام آدمی کو بھی جو تقویٰ پر قائم ہو، نہیں چھوڑتا۔ جو اُس سے تعلق جوڑ لیتا ہے وہ اپنے وعدے کے مطابق اس کی عزت قائم کرتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس میں استحکام ہونا چاہئے، اس میں مستقل مزاجی ہونی چاہئے، اور ذرا سے ابتلا سے دنیا سے ڈر کر جو سب دوستوں سے بڑھ کر دوست اور ولی ہے اس کا در چھوڑ نہیں دینا چاہئے۔ اگر مستقل مزاجی سے اس کے دَر پر جھکے رہیں گے اور اس کا دامن پکڑے رہیں گے تو وہ نہ صرف ہر مشکل سے بچائے گا بلکہ رعب بھی قائم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تو ایسا باوفا دوست ہے کہ اپنے بندوں پر نظر رکھتے ہوئے ان کی تکلیفیں دور کرنے کی فکر میں بھی رہتا ہے اور ان کے لئے ان تکلیفوں کو دور کرنے کے راستے نکالتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق: 3) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے تکلیفوں اور پریشانیوں سے بچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال دے گا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے در پر آنے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کے متعلق یہ بھی فرماتا ہے کہ مَیں ان کے رزق میں بھی برکت ڈالتا ہوں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بے تحاشا مال ہونا بھی رزق میں برکت ہے۔ ٹھیک ہے اگر کسی نیک آدمی کے پاس مال ہے تو یہ اُس پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس سے وہ اپنے ساتھ اپنے بھائیوں کی ضرورتیں بھی پوری کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ مال میں برکت اس طرح بھی ڈالتا ہے کہ ایک بندے کو بہت سی لغویات اور گناہوں سے بچا کر رکھتا ہے۔ مثلاً جوا، شراب، زنا وغیرہ سے بچایا ہوا ہے۔ اور اسی رقم سے جہاں ایک احمدی (......) اپنے بیوی بچوں کے خرچ بھی برداشت کرتا ہے اور چندے بھی دیتا ہے وہاں اتنی رقم سے لغویات اور گناہوں میں مبتلا ایک شخص کے گھر میں ہر وقت دنگا فساد اور بے برکتی ہی رہتی ہے اور غلاظت اور پھٹکار ہی ہر وقت ایسے گھروں میں پڑی رہتی ہے۔ غرض ایک برکت جو ایک متقی کے پیسے میں ہے وہ غیر متقی کے پیسے میں نہیں۔ پھر ضروریات زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ بعض دفعہ متقی شخص کے لئے ایسے ذرائع سے رقم کا انتظام کر دیتا ہے جو اس کے وہم وخیال میں بھی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق: 4) یعنی متقی کو اللہ تعالیٰ وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا اس کو خیال بھی نہیں ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ تو جب اس حد تک تقویٰ بڑھ جائے گا کہ انسان اس پر توکل کرتے ہوئے غیر اللہ کے سامنے نہ جھکے تو پھر وہ خدا تعالیٰ کے دینے کے نظارے بھی دیکھتا ہے''۔

پھر فرمایا:۔

’’اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ہمیشہ صدق کے قدم پر چلنے والے ہوں اور ہمارے ہر عمل سے تقویٰ ظاہر ہوتا ہو۔ یہاں ایک اور بات میں بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ آپ میں خلافت سے محبت اور وفا کا جذبہ قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ پر قائم رکھتے ہوئے اس مضبوط بندھن کو اَور مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مجھے بھی آپ سے پہلے سے بڑھ کر محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ مجھے پیارے ہیں اس لئے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں۔ اور ہر وہ شخص مجھے پیارا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ اور آپؐ کے روحانی فرزند سے آپؐ سے محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے یہ سب تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین‘‘

(الفضل انٹرنیشنل ۲۷ مئی تا ۲ جون ۲۰۰۵ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 20 رمئی 2005ء بمقام جنجا (Jinja) یوگنڈا (مشرقی افریقہ) میں بیان فرمایا:۔

’’اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے مقصدِ پیدائش کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ دنیا اور اس کے کھیل کود اور اس کی چکا چوند تمہیں تمہارے اس دنیا میں آنے کے مقصد سے غافل نہ کردے بلکہ ہر وقت تمہارے پیش نظر یہ رہنا چاہئے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے، اس کی عبادت کرنی ہے۔ اگر یہ مقصد تمہارے پیش نظر رہے تو یاد رکھو یہ دنیا خود بخود تمہاری غلام بن جائے گی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اِس دنیا میں جہاں بھی ہم نظر ڈالتے ہیں شیطان بازو پھیلائے کھڑا ہے۔ اس کے حملے اور اس کے لالچ اس قدر شدید ہیں کہ سمجھ نہیں آتی اُن سے کیسے بچا جائے۔ ہر کونے پر، ہر سڑک پر، ہر محلے میں، ہر شہر میں شیطانی چرخے کام کر رہے ہیں۔ اور سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو ان شیطانی حملوں سے بچنا مشکل ہے۔ جدھر دیکھو کوئی نہ کوئی بلا منہ پھاڑے کھڑی ہے۔ دنیا کی چیزوں کی اتنی اٹریکشن (Attraction) ہے، وہ اتنی زیادہ اپنی طرف کھینچتی ہیں اور سمجھ نہیں آتی کہ انسان کس طرح اپنے مقصد پیدائش کو سمجھے اور اس کی عبادت کرے۔ لیکن ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص احسان ہے کہ اُس نے خود ہی ان چیزوں سے بچنے کے لئے راستہ دکھا دیا ہے کہ مستقل مزاجی اور مضبوط ارادے کے ساتھ استغفار کرو تو شیطان جتنی بار بھی حملہ کرے گا منہ کی کھائے گا اور اس کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوگی۔

پھر فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اور یہ کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو، پھر اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو وہ تمہیں ایک مقررہ مدت تک بہترین معیشت

عطا کرے گا۔ اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اس کے شایان شان فضل عطا کرے گا۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو یقیناً مَیں تمہارے بارے میں ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

تو دیکھیں فرمایا کہ استغفار کرو اور جو استغفار نیک نیتی سے کی جائے، جو توبہ اس کے حضور جھکتے ہوئے کی جائے کہ اے اللہ! یہ دنیاوی گند، یہ معاشرے کے گند، ہر کونے پر پڑے ہیں۔ اگر تیرا فضل نہ ہو، اگر تو نے مجھے مغفرت کی چادر میں نہ ڈھانپا تو مَیں بھی اِن میں گر جاؤں گا۔ مَیں اس گند میں گرنا نہیں چاہتا۔ میری پچھلی غلطیاں، کوتاہیاں معاف فرما، آئندہ کے لئے میری توبہ قبول فرما۔ تو جب اس طرح استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ پچھلے گناہوں کو معاف کرتے ہوئے، توبہ قبول کرتے ہوئے، اپنی چادر میں ڈھانپ لے گا۔ اور پھر اپنی جناب سے اپنی نعمتوں سے حصہ بھی دے گا۔ دنیا سمجھتی ہے کہ دنیا کے گند میں ہی پڑ کر یہ دنیاوی چیزیں ملتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو توبہ کرنے والے ہیں، جو استغفار کرنے والے ہیں، ان کو مَیں ہمیشہ کے لئے دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازتا رہوں گا۔ اُن کی زندگی میں بھی ان کے لئے اس دنیا کے دنیاوی سامان ہوں گے اور ان پر فضلوں کی بارش ہوگی۔ اور اُن کے یہ استغفار اور اُن کے نیک عمل آئندہ زندگی میں بھی اُن کے کام آئیں گے۔ اور یہی استغفار ہے جس سے شیطان کے تمام حربے فنا ہو جائیں گے۔

استغفار کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور قُرب کی چادر میں لپٹنے کی دُعا مانگی جائے۔ جب انسان اس طرح دعا مانگ رہا ہو تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دُعا نہ سنے اور انسان کی دنیا و آخرت نہ سنورے۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود فرمایا ہے کہ ﴿ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ (المومن: 61) کہ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے، وہ تو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب میرا بندہ مجھ سے دعا مانگے۔ خود فرماتا ہے کہ تم مجھ سے مانگو مَیں دعا قبول کروں گا۔ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ کب میرا بندہ مجھ سے استغفار کرے، کب وہ سچے طور پر توبہ کرتے ہوئے میری طرف رجوع کرے اور مَیں اس کی دُعا سنوں۔

حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو بھی نہیں ہوتی جسے جنگل بیابان میں کھانے پینے کی چیزوں سے لدا ہوا اس کا گم ہونے والا اونٹ اچانک مل جائے۔ (صحيح بخاری کتاب الدعوات باب التوبة)

تو دیکھیں اللہ تعالیٰ تو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب میرا بندہ توبہ کرے، استغفار کرے اور مَیں اس کے گزشتہ گناہ بخشوں اور آئندہ سے اسے اپنی چادر میں ڈھانپ لوں تا کہ وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ رہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مستقل مزاجی سے اس پر قائم رہو۔ ورنہ اگر ایک دفعہ استغفار کی، دوبارہ گند میں پڑ گئے اور موت اس صورت میں آئی کہ شیطان کے پنجے میں گرفتار ہو تو پھر اس دن سے بھی ڈرو جس میں گناہوں میں گرفتار لوگوں کے لئے عذاب بھی بہت بڑا ہوگا۔

پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ استغفار کرتے ہوئے اپنے گزشتہ گناہوں کی بخشش مانگتے ہوئے اور آئندہ کے لئے ان سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے مستقل خدا کے سامنے جھکا رہے۔ اور جب اِس طرح عمل ہو رہے ہوں گے تو خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں لے لے گا۔ اور جو خدا تعالیٰ کی پناہ میں آ جائے تو اسے جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا شیطان کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اب اس سے وہی عمل سرزد ہو رہے ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے عمل ہوں گے۔ وہ تمام برائیاں ختم ہو جائیں گی جو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں روک ہیں۔ پس ہر احمدی ہر وقت سچے دل سے استغفار کرتے ہوئے، توبہ کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کے حضور جھکے تا کہ اس کا پیار حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کو اپنا پیار اور قرب دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے بلکہ بے چین رہتا ہے۔ بلکہ بندے کی اس بارے میں ذرا سی کوشش کو بے حد نوازتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں۔ اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے میں اُس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

(صحیح مسلم کتاب التوبة باب فی الحض علی التوبة)

تو دیکھیں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرنے کے لئے اس قدر توجہ فرماتا ہے تو بندے کو کس قدر بے چینی سے اس کی طرف بڑھنا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ (رسالہ قشیریة باب التوبة)

جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کے محرکات اُسے بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے۔ واضح ہو کہ یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرتے چلے جاؤ، جان بوجھ کر گند میں گرتے چلے جاؤ اور سمجھو کہ مَیں نے استغفار کر لی ہے اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے خلاف ہے۔ مطلب یہی ہے کہ اس کو بدی کی طرف، برائی کی طرف، کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ پھر حضورؓ نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! توبہ کی علامت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ندامت اور پشیمانی علامتِ توبہ ہے۔ تو دیکھیں علامت یہ بتائی کہ ندامت ہو، پشیمانی ہو اور اس کی وجہ سے پھر آئندہ ان سے بچتا بھی رہے۔ کیونکہ جس بات کی ندامت ہو اور پشیمانی ہو اس بات کو انسان دوبارہ جان بوجھ کر نہیں کرتا۔ (الفضل انٹرنیشنل ۳ر جون تا ۱۰ جون ۲۰۰۵ء)

عطاء خاص سے ہم کو ملی نعمت خلافت کی
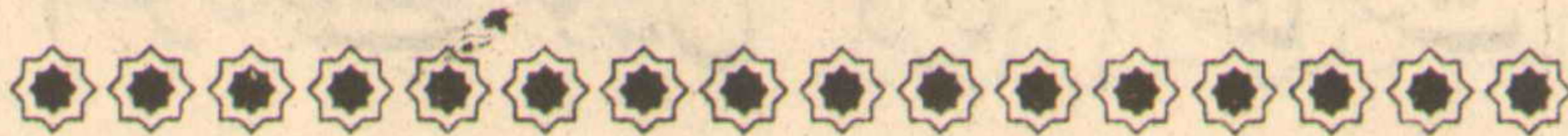
عطاء خاص سے ہم کو ملی نعمت خلافت کی
سعادت ہے ہمیں حاصل خدا کی اس عنایت کی
سنی ہے ہم نے خوشخبری خدا کے برگزیدہ سے
ضمانت دی خدا نے آسماں سے خود حفاظت کی
اب اس کے دور میں باطل شکست کھائے گا
نوشتوں میں شہادت بھی لکھی ہے اس قیادت کی
پہنچ سکتا نہیں اب کوئی نقصاں حزبِ شیطاں سے
خدا نے ہی بناء رکھی ہوئی ہے اس عمارت کی
خطا جائے گا ہر اِک وار اس کے ہر مخالف کا
ہمیشہ مونہہ کی کھائے گا کسی نے گر شرارت کی
ذلیل و خوار ہو جائے گا وہ دونوں جہانوں میں
الٰہی سلسلہ کے ساتھ جس نے بھی بغاوت کی
خدا کے ہاں وہی سب وارثِ انعام ٹھہریں گے
جنہوں نے بھی دل وجاں سے خلافت کی اطاعت کی
ظفرؔ تو اِک غلامِ احمدِ مختار ہی بن کر!!
امانت کی حفاظت کر، اطاعت کر امامت کی
تری درگہ میں اے مولیٰ مری اِک التجاء یہ ہے
دمِ آخر مجھے توفیق دینا استقامت کی

(مکرم مبارک احمد ظفر صاحب)
(صحیفہ عشق)

سیرۃ النبی ﷺ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی

(وقار احمد)

انبیاء ایسے روحانی وجود ہوتے ہیں جن کا مقصد حیات صرف اپنے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ وہ انوار و برکات کا سرچشمہ ہوتے ہیں اور دوسروں کے لئے ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خدا نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:۲۲)

یہی نہیں بلکہ آپ کے اخلاق کے اکمل ترین ہونے کی وجہ سے آپ کو

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۶)

کا خطاب بھی دیا اور آپ نے زندگی کے شعبہ شعبہ میں اعلیٰ اخلاق اور

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ

(مؤطا امام مالک کتاب الجامع باب فی حسن الخلق)

کی فعلی شہادت بھی دی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی احسن ترین ادائیگی فرماتے ہوئے ہمارے لئے اعلیٰ نمونہ قائم فرمایا۔

حقوق العباد اور انسانی زندگی کا اہم ترین حصہ عائلی زندگی ہے اور عائلی زندگی بھی میں ازدواجی زندگی ایک اہم حصہ ہے۔ مرد کا سب سے زیادہ تعلق رشتہ داروں میں سے بیوی سے ہوتا ہے کیونکہ اس کی صحبت میں ہی زندگی کا بیشتر حصہ گزرتا ہے اور بہت سے معاملات زندگی میں اس کی مشارکت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے شوہر کے بارہ میں بیوی کی رائے بہت وزن رکھتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق جو گواہی حضرت خدیجہؓ نے دی۔ وہ آپ کے حسن اخلاق پر ہر پہلو سے روشنی ڈالتی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے بیان کرتی ہیں کہ جب پہلی دفعہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپ بہت گھبرائے ہوئے غار حرا سے واپس لوٹے۔ اس وقت آپ کا دل بہت تیز دھڑک رہا تھا۔ آپ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا۔ مجھ پر کپڑا اوڑھ دو۔ مجھ پہ کپڑا اوڑھ دو۔ جب گھبراہٹ کچھ کم ہوئی تو آپ نے سارا ماجرا سنایا۔ اس وقت جو کلمات حضرت خدیجہؓ نے فرمائے وہ آپ کے اخلاق کریمہ کا پورا نقشہ کھینچتے ہیں:

- - - - كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ

(بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بداء الوحی)

یعنی خدا کی قسم وہ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور

کمزوروں کا بار اٹھاتے ہیں۔اور تمام اعلیٰ اخلاق جو معدوم ہو چکے تھے ان پر عمل کرنے والے ہیں۔اور مہمان نوازی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔اور مصیبت زدوں کی امداد فرماتے ہیں۔

چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے آپ کی جن صفات کا ذکر کیا ان میں سب سے پہلے رشتہ داروں سے صلہ رحمی ہے۔ رشتہ داروں میں ماں باپ سب سے پہلے آتے ہیں۔حضور ﷺ بچپن میں ہی ماں باپ کے سایہ شفقت سے محروم ہو گئے تھے البتہ آپ کی رضاعی والدہ تھیں جن سے حسن سلوک کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرمارہے تھے۔اس دوران ایک عورت آئی تو حضور ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھادی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔راوی کہتے ہیں کہ میں نے صحابہؓ سے پوچھا کہ یہ کون ہے جس کی حضور ﷺ اتنی عزت افزائی فرمارہے ہیں تو صحابہ نے بتایا کہ یہ حضور ﷺ کی رضائی والدہ ہیں۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب بر الوالدین)

بیویوں سے حسن معاشرت کے بارے میں آپ نے اپنے متبعین کو اصولی ہدایت فرمائی

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ

(ترمذی کتاب باب المناقب فضل ازواج النبی)

اور اس بات کا ثبوت بھی آپ نے اپنی زندگی میں دیا کہ آپ سے بڑھ کر اپنے اہل کے لئے کوئی بہتر نہیں۔

حضور ﷺ جن کی خاطر یہ کائنات پیدا کی گئی اپنے سے زیادہ اپنے اہل اور دوسروں کا خیال رکھتے تھے۔ اس کی شہادت ہمیں اس واقعہ سے ملتی ہے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عسفان سے واپس آرہے تھے آپ اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کے پیچھے حضرت صفیہؓ بھی سوار تھیں۔اونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور آپ دونوں نیچے گر پڑے اس پر حضرت ابوطلحہؓ دوڑ کر آپ کے پاس آئے اور کہا میں آپ پر قربان جاؤں آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔آپ نے اپنی ذات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے فرمایا تجھے پہلے عورت کی خبر لینی چاہیے چنانچہ وہ گئے حضرت صفیہؓ سے پردہ کیا اور سواری تیار کی پھر آپ دونوں سوار ہو گئے۔

(بخاری کتاب الجہاد والسیر باب مایقول اذا رجع من الغزو)

حضور ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ نہایت ہی نرمی و ملائمت ،عنایت و نوازش اور مہربانی سے پیش آتے تھے۔ان کا دل بہلانے اور خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

ایک عید کے موقع پر اہل حبشہ مسجد نبوی کے صحن میں جنگی کرتب دکھا رہے تھے۔حضرت عائشہؓ کی بے چینی کو دیکھتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم بھی یہ کرتب دیکھنا پسند کرو گی اور پھر ان کی خواہش پر انہیں اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں دیر تک آپ کے پیچھے کھڑی رہی اور آپ کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے آپ کے رخسار کے ساتھ رخسار ملا کے یہ کھیل دیکھتی رہی آپ میرا بوجھ سہارے کھڑے رہے۔یہاں تک کہ میں خود تھک گئی۔آپ فرمانے لگے اچھا کافی ہے تو پھر اب گھر چلی جاؤ۔

(بخاری کتاب العیدین باب الحراب والدرق یوم العید ......)

بیویوں کے بعد عائلی زندگی میں اولاد سے حسن سلوک اور ان کی تربیت ایک ضروری امر ہے۔ اولاد کے بارہ میں حضور ﷺ نے اپنی امت کو ہدایت فرمائی۔

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَاَحْسِنُوْا اَدَبَھُمْ

(ابن ماجه ابواب الادب باب برالوالدو الاحسن......)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے بے انتہا محبت و شفقت فرماتے تھے۔ اور اپنی اولاد میں سے حضرت فاطمہؓ آپ کو سب سے زیادہ عزیز تھیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے بڑھ کر شکل وصورت، چال ڈھال اور گفتگو میں رسول اللہ کے مشابہ کسی اور کو نہیں دیکھا۔ حضرت فاطمہؓ جب بھی حضورؐ سے ملنے آتیں۔ تو حضور ان کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ان کے ہاتھ کو پکڑ کر چومتے، اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ سے ملنے کے لئے تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں۔ آپ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتیں۔ اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتیں۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب فی القیام)

آپ کے تمام بیٹے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے انہی میں سے ایک حضرت ابراہیم بھی تھے جو حضرت ماریہ قطبیہؓ کے بطن سے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ وہ جب فوت ہو گئے اور حضور گھر تشریف لائے تو آپ پر نزع کی کیفیت طاری ہو گئی آپ نے انہیں گود میں اٹھا لیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کی یہ حالت تو آپ نے فرمایا ''یہ رحمت ہے'' ایک اور جگہ ہے کہ آپ نے فرمایا آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں دل غمزدہ ہو رہا ہے لیکن ہم منہ سے وہی بات کہیں گے جس کو خدا پسند کرتا ہے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب قول النبیؐ انابک لمحزونون)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسے نواسیوں سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت امامہؓ جو حضرت زینبؓ کی بیٹی تھیں ان سے آپ کو بہت پیار تھا۔ نماز کے اوقات میں بھی آپ کے ساتھ ہوتیں۔ آپ ان کو کاندھے پر رکھ کر نماز ادا کرتے جب رکوع میں جاتے تو اتار دیتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو پھر سوار کر لیتے۔

(ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب العمل فی الصلوٰۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ کسی نے کچھ چیزیں بطور ہدیہ بھیجیں جن میں سے ایک زریں انگوٹھی بھی تھی۔ امامہ ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا میں یہ انگوٹھی اپنی محبوب ترین اہل کو دوں گا ازواج مطہرات نے سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہؓ کے حصہ میں آئے گا۔ لیکن آپ نے امامہ کو بلایا اور وہ انگوٹھی ان کو دی۔

(ابی داؤد کتاب الخاتم باب ماجاء فی الذھب للنساء)

الغرض عائلی زندگی کا کوئی پہلو نہ تھا جس میں آپ نے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کا عملی نمونہ نہ پیش کیا ہو۔

حضرت عروہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کوئی کام کاج کرتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتی خود مرمت کر لیتے۔ اپنا کپڑا سی لیتے اور اپنے گھر اسی طرح کام کیا کرتے جس طرح تم سب اپنے گھروں میں کام کرتے ہو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۱۶۷)

صد سالہ خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی کا جو روحانی پروگرام عطا فرمایا ہے براہِ کرم اُس پر بھرپور طریق سے عمل کریں:۔

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کرلیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3- سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

4- رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5- رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَ ھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6- اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجۡعَلُکَ فِیۡ نُحُوۡرِھِمۡ وَ نَعُوۡذُبِکَ مِنۡ شُرُوۡرِھِمۡ. (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7- اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّ اَتُوۡبُ اِلَیۡہِ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8- سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

9- مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ذکر حبیب

روایات حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

(مکرم احمد طاہر مرزا صاحب)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی یکے از احباب 313 کی وفات 11/اکتوبر 1905 میں 47 سال کی عمر میں قادیان میں ہوئی۔ آپ بہشتی مقبرہ کے اول المدفون ہیں۔ آپ کا جنازہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو دفعہ پڑھایا۔ پہلی مرتبہ وصال کے وقت، جبکہ دوسری مرتبہ جب آپ کا تابوت بہشتی مقبرہ میں منتقل کیا گیا۔ 1890ء سے لے کر وصال تک 15 سال آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ آپ نے اپنی کتب، تحریرات، تقاریر و خطبات، مضامین و مقالات اور مکتوبات میں کئی مواقع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ و سوانح اور اخلاق فاضلہ کے بارہ میں اپنے تاثرات، مشاہدات اور روایات بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے بعض باتیں ہدیۂ قارئین خالد کی جا رہی ہیں۔ (مدیر)

۱

''میں نے خوب سوچا اور عرصہ دراز کے تجربہ کے بعد میں یہ کہنے پر آمادہ ہوا ہوں۔ ہمارا امام ہمام علیہ السلام جو صدق اور راستی کی مستحکم چٹان پر آ کر کھڑا ہوا ہے اور جس نے خدا تعالیٰ سے امام وقت ہونے کا تمغہ لیا ہے۔ اس کو بھی یہی قربانیاں کرنی پڑی ہیں۔ برادری کی محبتیں، رشتہ داری اور عزیزوں کے تعلقات کو محض اس ایک بنا پر کہ خدا اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو غرض اور واسطہ نہیں ہے قطع تعلق کر لیا''۔ (الحکم قادیان 26/اپریل 1899ء ص4)

۲

''رات کو امراض وبائیہ کا تذکرہ ہوا فرمایا یہ ایام برسات کے معمولاً خطرناک ہوا کرتے ہیں۔ طبیب کہتے ہیں ان تین مہینوں (جون، جولائی، اگست) میں جو بچ رہے وہ گویا نئے سرے سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا یہ جاڑا بھی خوفناک نظر آتا ہے۔ فرمایا اطباء بڑے بڑے پرہیزوں اور حفظ ماتقدم کیلئے احتیاطیں بتاتے ہیں۔ اگرچہ سلسلہ اسباب کا اور ان کی رعایت درست ہے۔ مگر میں کہتا ہوں محدود العلم ضعیف انسان کہاں تک بچا بچا کر غذا اور پانی کا استعمال کیا کرے۔ میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ میں تو اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ خدا سے صلح اور موافقت پیدا کرو۔ اور دعاؤں میں مصروف رہو۔ (الحکم قادیان 30/جون 1899ء ص5)

۳

''فرمایا میں تو بڑی آرزو رکھتا ہوں اور دعائیں کرتا ہوں کہ میرے دوستوں کی عمریں لمبی ہوں تا کہ اس حدیث کی خبر پوری ہو جائے جس میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں چالیس برس تک موت دنیا سے اٹھ جائے گی۔ فرمایا اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ تمام جانداروں سے اس عرصہ میں موت کا پیالہ ٹل جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں جو نافع الناس اور کام کے آدمی ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکت بخشے گا"

(الحکم قادیان 30/جون 1899ء ص5)

۴

''مقدر تھا کہ اتوار کے دن ۲۵/جون (۱۸۹۹ء) کو حضرت مبارک احمد صاحب کا عقیقہ ہو۔ اس کے لئے حضرت کی طرف سے بڑی تاکید تھی۔ اس کام کے مہتمم ہمارے عزیز و معزز دوست منشی نبی بخش صاحب تھے۔ سب نے بڑے جوش و نشا سے تسلیم کیا اور عرض کیا کہ اتوار کے دن یقیناً سب سامان ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا تصرف اور اس کی حکمت و قدرت دیکھو اتوار کو صبح صادق سے پہلے بارش شروع ہوگئی۔ صبح کی نماز بھی ہم نے معمول سے سویرے پڑھی۔ چونکہ بارش تھی اور ہوا خوب سرد چل رہی تھی اور بارش کی وجہ سے تاریکی بھی تھی۔ یہ سب سامان ہم لوگوں کے لئے افسانۂ خواب ہوگیا۔ حضرت بھی سو گئے اور مہتمم صاحب بھی اپنے بسیرے میں جا لیٹے دن خوب چڑھ گیا۔ حضرت اٹھے اور دریافت کیا کہ عقیقہ کا کوئی سامان نظر نہیں آتا۔ گاؤں کے لوگوں کو دعوت کی گئی تھی۔ اور باہر سے بھی کچھ احباب تشریف لائے تھے۔ حضرت کو فکر ہوئی کہ مہمانوں کو ناحق تکلیف ہوئی۔ ادھر ہمارے دوست نبی بخش صاحب بڑے مضطرب اور نادم تھے کہ حضور پاک میں کیا عذر کروں۔ منشی صاحب حاضر ہوئے اور معذرت کا دامن پھیلا۔ خیر کریم انسان اور رحیم ہادی، اس کی ذات میں درشتی اور سخت نکتہ چینی تو ہے ہی نہیں۔ اچھا! فرمایا فُعِلَ مَاقُدِرَ۔ مگر ہمارے ذکی الحواس دوست منشی صاحب کو صبر کہاں؟ یہ دل ہی دل میں کُڑھیں اور پشیمان ہوں اور پھر دوڑے جائیں حضرت کی خدمت میں معذرت کیلئے۔ ان کے اس حال کو دیکھ کر حضرت اقدس علیہ السلام کو یاد آگئی، اپنی ایک رؤیا، جو چودہ سال ہوئے دیکھی تھی جس کا مضمون یہ ہے کہ ایک چوتھا بیٹا ہوگا اور اس کا عقیقہ سوموار کو ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی بات کے پورا ہونے اور اللہ تعالیٰ کے اس عجیب تصرف سے حضرت اقدس کو جو خوشی ہوئی اس نے ساری ملامت اور عدم سامان کی کوفت کو دور کردیا۔ دوسرے دن سوموار کو جب ہم سب خدام صحن اندرون خانہ میں بیٹھے تھے اور حضرت مبارک احمد صاحب کا سر مونڈا جا رہا تھا۔ حضرت اقدس نے کس جوش سے یہ رؤیا سنائی کہ اس خوشی اور پاک خوشی کا اندازہ کچھ دیکھنے والے ہی کر سکتے ہیں۔"

(الحکم قادیان 30/جون 1899ء ص6-7)

۵

''ایک بار میں نے خود حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ درود شریف کے طفیل اور کثرت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں۔ اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہو جاتی ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا''۔

(الحکم قادیان 28 فروری 1903ء ص 7)

۶

''مَیں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بڑی غور سے ہمیشہ دیکھا ہے۔ مجھے اس زمانہ میں یہ ایک ہی شخص مستقیم ترازو اور پورے پیمانہ سے تولنے والا نظر آیا ہے۔ میں اپنے امام کو ایسا رحیم، کریم، حلیم، عفو دوست پاتا ہوں کہ اس کی نظیر نہیں پاتا۔ مَیں اکثر اپنے دل کو ملامت کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس فکر میں گداز ہو جاتا ہوں کہ جس قدر عزّت اور تکریم ہماری، ہمارا امام کرتا ہے اور جس رأفت اور رحمت اور محبت سے یہ ہم سے سلوک کرتا ہے، ہم اس کے مقابلہ میں سراسر شرمندہ ہیں۔ ہر بات میں اسی کا ہاتھ اپنے اوپر پاتا ہوں۔ دل میں بڑی تڑپ لگی رہتی ہے کہ اس کے حسن اور احسان کے اندازہ پر دلوں میں اس کی محبت اور قدر پیدا ہو جائے۔ مجھ پر تو اُس کے خاص فضل اور احسان ہیں۔ مَیں سخت کمزور ناقص اور جلد ابتلاء میں پڑ جانے والا اور نادان تھا۔ بارہ برس (۱۸۸۸ء) سے اس کا تعلق نبھنا، اس پاک انسان کے حلم و کرم سے ہوا۔ ورنہ میں اپنی خُو اور طبیعت کے لحاظ سے ایک لحظہ بھی کہیں بیٹھنے کے قابل نہ تھا۔ کردار میں، گفتار میں اور مختلف معاملات میں مجھ سے بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوئیں۔ اگر میرا امام پردہ پوش، نرم خُو نہ ہوتا تو میں کب سے ہلاک ہو چکا ہوتا۔ اس کے اغماض و حلم نے ہمارے زود رنج چڑ جانے والی طبیعتوں کو کبھی موقعہ ہی نہ دیا کہ کوئی شکایت زبان پر لائیں۔ اِس کے اکرام و احترام نے جو اس نے ہر وقت اپنی حرکات و سکنات میں ہماری نسبت اختیار کیا ہمارے دلوں کو مسخر کر لیا۔ مبارک ہے وہ خدا جس نے ہمارے لئے ایسا انسان بھیجا''

(الحکم قادیان 10 رجون 1900ء صفحہ ۴)

۷

''میں دیکھتا ہوں کہ کس قدر خوفناک ابتلا اور فتنے ہمارے پیارے مسیح کے سامنے آتے ہیں۔ بعض اوقات کسی سمت سے بظاہر چھکے چھڑا دینے والی خبر کان میں پڑتی ہے اور کبھی ایک معمولی انسان کو قطعاً مایوس کر دینے والی بات واقع ہو جاتی ہے۔ مگر یہ کیسا قلب ہے کہ اسے جنبش تک نہیں ہوتی۔ پیش نظر کتاب کی تصنیف میں۔ پیش دست شغل کے سرانجام میں کوئی روک اور کوئی تردد رونما نہیں ہوتا۔ پانچ وقت (بیت) میں آنے میں کوئی خلل اضطراب واقع ہو جائے۔ خدام سے حسبِ معمول خندہ پیشانی

سے پیش آنے اور لطف وکرم اور بسط و بے تکلفی سے باتیں کرنے میں کوئی فرق پڑ جائے۔ اور گھر میں بچوں کے معمولاً سوال پر سوال کرنے، دق کرنے اور ستانے سے کوئی چڑ چڑا پن کا نشان دکھائے۔ اپنی محترمہ رفیقہ سے کسی وقت ایسی آواز ہی سے بول اٹھے جس سے درشتی اور کرختی کی بو آئے۔ ان باتوں میں سے کبھی بھی کوئی آشکار نہیں ہوتی''۔

(الحکم قادیان 10/جولائی 1899ء ص1)

۸

''مجھے خوب یاد ہے کہ جس روز ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب قادیان میں حضرت کے مکان کی تلاش کے لئے آئے تھے اور قبل از وقت اس کا کوئی پتا اور خبر نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی۔

اس کی صبح کو کہیں سے ہمارے میر صاحب (حضرت میر ناصر نواب صاحب) نے سن لیا کہ آج وارنٹ ہتھکڑی سمیت آوے گا۔ میر صاحب حواس باختہ سراز پا نشناختہ حضرت کو اس کی خبر کرنے اندر دوڑے گئے اور غلبۂ رقت کی وجہ سے بصد مشکل اس ناگوار خبر کے منہ سے برقع اتارا۔ حضرت اس وقت ''نور القرآن'' لکھ رہے تھے۔ اور بڑا ہی لطیف اور نازک مضمون در پیش تھا۔ سر اُٹھا کر اور مسکرا کر فرمایا کہ میر صاحب لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔ پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا مگر ایسا نہ ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں وہ اپنے خلفائے مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا''۔

(الحکم قادیان 10 جولائی 1899ء ص 2-1)

۹

''بہت سے خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے آتے ہیں۔ اور جواب میں لکھا جاتا ہے کہ دعا کی گئی اور یہ واقعی امر ہے کہ حضرت موعود علیہ السلام دعا کی ہر درخواست پر توجہ کرتے ہیں۔ تھوڑے دنوں کے بعد بعض لکھتے ہیں کہ ''کچھ فائدہ نہیں ہوا اور دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو آپ نے دعا نہیں کی یا اگر کی ہے تو توجہ سے نہیں کی''۔ یہ ایسی خطرناک ٹھوکر ہے کہ اس کا نتیجہ آخر منہ کے بل گرنا ہوتا ہے۔ میں نے ایک دن اس بارہ میں عرض کیا۔ فرمایا سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر پھر قلم اٹھایا جائے اور پہلے مضمون کافی ثابت نہیں ہوئے۔ فرمایا دعا نہایت نازک امر ہے۔ اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی اور داعی میں ایسا رابطہ مستحکم ہو جائے کہ اس کا درد اس کا درد ہو جائے۔ اور اس کی خوشی اس کی خوشی ہو جائے جس

طرح شیر خوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا اور اس کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے۔ ویسے ہی مستدعی کی حالتِ زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بن جائے۔

(الحکم قادیان 17راگست 1899ء ص 1)

۱۰

''دعا کے معاملہ میں مَیں نے دیکھا ہے کہ ہمارے حضرت امام صادق کی عادت ہے کہ اگر کوئی دینی مصیبت میں گرفتار ہو تو آواز کان میں پڑتے ہی بے اختیار ہو جاتے اور پوری رقت اور عقد ہمت اپنے اندر پاتے ہیں۔ اس کو یوں سمجھو کہ اس انسانِ کامل کو دین سے ایسا ہی پیار ہے کہ ہمہ تن دین ہی دین ہے۔ یا یوں اسے تعبیر کرو کہ خدا تعالیٰ کی توجہ محض دین ہی کے امور کی طرف اور اس کا محبوب دین ہی ہے کہ وہ دین کیلئے دعا کو فوراً سنتا ہے''۔

(الحکم قادیان 17راگست 1899ء ص 4)

۱۱

'' میرے سامنے کی بات ہے ایک نوجوان نے آپ کے حضور میں دنیا کے مصائب کی کہانی شروع کی اور طرح طرح کے ہم وغم بیان کئے۔ آپ نے بہت سمجھایا کہ ہمہ تن ان امور میں کھویا جانا خسارت آخرت کے موجب ہوتا ہے۔ اس قدر جزع فزع مومن کو نہیں چاہئے۔ آخر وہ زور زور سے رونے لگا۔ حضرت اقدس علیہ السلام باوجود جبلی رحم وکرم اور نہایت ہی رقیق طبیعت ہونے کے ایسے خفا ہوئے کہ میں حیران ہو گیا۔ اُسے کہا بس کرو۔ میں ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہوں۔ میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم وغم میں گرائے جاتے ہیں۔ وہ آگ ہیں جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہیں۔ میرا دل سخت ہو جاتا ہے ایسے شخص کے حال کو دیکھ کر جو ایسی جیفہ کی تڑپ میں کُڑھتا ہے۔"

(الحکم قادیان 17راگست 1899ء ص 4)

۱۲

''ایک روز میں حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت میں اندر بیٹھا تھا۔ خدا تعالیٰ پر توکل کی بات چل پڑی۔ حضور اقدس نے فرمایا۔ میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے۔ لوگ وثوق سے اُمید کرتے ہیں کہ اب بارش ہو گی۔ ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں۔ تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے جو ذوق وسرور خدا تعالیٰ پر توکل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے۔ میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو۔"

(الحکم قادیان 17راگست 1899ء ص 4)

ہمارا پیارا پاکستان

الٰہی ارضِ پاکستان رشکِ صد گلستاں ہو
یہاں کا ذرّہ ذرّہ تیرے نوروں سے درخشاں ہو
فضاؤں میں سدا لہرائے پاکستان کا پرچم
ہم اس کی پاسبانی فخر سے کرتے رہیں ہر دم
غلامانِ شہنشاہِ رسولاںؐ کا وطن ہے یہ
شہیدانِ وفا نے جس کو سینچا وہ چمن ہے یہ
نشان ہے لاجرم یہ اُمتِ احمدؐ کی عظمت کا
جہاں کے کلمہ گوؤں کے وقار و شان و شوکت کا
یہیں قاسم نے سب سے پہلے پرچم حق کا گاڑا تھا
یہیں اہلِ صنم کو اہل غزنی نے پچھاڑا تھا
یہاں جاری ہیں چشمے علم و عرفان و ہدایت کے
یہاں بہتے ہیں دھارے حق کی رحمت اور عنایت کے
ہوئے ظاہر اسی خطہ سے ہیں مامورِ ربّانی
یہاں مرکز ہے حزب اللہ کی راشد خلافت کا
یہاں سے ساری دنیا کو مجاہد دیں کے جاتے ہیں
جو ہیں بھٹکی ہوئی قومیں انہیں کلمہ پڑھاتے ہیں
اسی دھرتی سے کل عالم اب (دین حق) پھیلے گا
مٹے گا شرک یکسر اور خدا کا نام پھیلے گا
وطن کو میرے 'یاربّ' تو نئی تابندگی دے دے
نئی قوت، نئی شوکت، نئی پائندگی دے دے
ملے توفیق ہر دم عدل اور انصاف کی سب کو
ہر اک حالت میں رکھیں یاد اپنے خالق و ربّ کو

(مکرم مولانا محمد صدیق امرتسری ایم۔اے)

درس حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکیمانہ فیصلہ

(مکرم میر محمود احمد ناصر صاحب)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعالیٰ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَأْکُلُ مِنْہُ طَیْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَھِیْمَۃٌ اِلَّا کَانَ لَہٗ بِہٖ صَدَقَۃٌ)). (بخاری کتاب المزارعة باب فضل الزرع……)

جنوبی امریکہ میں ایک پودا ہے اس پر پھل لگتا ہے۔ اس کا نام غالباً کوکوا ہے۔ یہ پھل نشہ آور ہے۔ لوگ اس کو چوستے ہیں یا جس شکل میں بھی اس کو استعمال کرتے ہیں وہ نشہ پیدا کرتا ہے۔ امریکہ جیسے بڑے ممالک میں یہ پھل سمگل ہوتا ہے۔ ان ممالک کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کی فصل بند کی جائے۔ اس کے لئے وہ وہاں کی حکومت کی مدد کے ساتھ اپنے ہیلی کاپٹر بھیجتے ہیں، اپنے سپاہی بھیجتے ہیں اور ان پودوں کو سپرے کر کے تباہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ سینکڑوں ہزاروں کسان، ان کی فیملیز جو اس پودے کے ذریعہ کمائی کرتی ہیں وہ بھوکے مرتے ہیں، پریشان حال ہوتے ہیں۔ ان کو کوئی متبادل نہیں دیا جاتا کہ اچھا تم یہ فصل لگا لو، یہ فصل نہ لگاؤ۔ جو اس کی کمی کو پورا کر سکے۔ اب ایک عجیب مسئلہ ہے۔ ظاہر بات ہے کہ نشے والا پودا نہیں رکھنا چاہیے لیکن وہ دوسرے ممالک میں سمگل ہوتا ہے اور کروڑوں کروڑ کا اس کا کاروبار ہوتا ہے۔ نوجوان اس کے نشہ کو استعمال کرتے ہیں لیکن یہ بھی تو مسئلہ ہے کہ وہ لوگ جو صدیوں سے لگاتے آرہے ہیں ان کی روزی کا، ان کے رزق کا کیا انتظام ہو؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ مسئلہ پیش آیا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا حکیمانہ حل اس کا قائم کر کے دکھا دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی۔ آپ جانتے ہیں کہ مکہ ایک تجارتی شہر تھا۔ وہ لوگ تاجر تھے۔ اور مدینہ کے لوگ کسان اور باغبان تھے اور باقی جو وادیاں تھیں، عرب میں، وہ لوگ خانہ بدوش اونٹ پالنے والے، بکریاں پالنے والے اور گائیاں پالنے والے لوگ تھے۔ زیادہ تر بکری، بھیڑ اور اونٹ پالنے والے تھے۔ یہ وہ خانہ بدوش تھے کہ ایک وادی میں سبزہ ہوتا وہاں چلے جاتے لیکن اس سے ان کا گزارہ نہیں ہوتا تھا۔ اور اس کے علاوہ جیسے اور روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ لوٹ مار کیا کرتے تھے۔ اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نظام قائم کرنا چاہا اس میں ان کو بھی Settle کرنا تھا اور اس لوٹ مار کو بھی بند کرنا تھا۔

اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم چلائی ہے۔ زراعت کے حق میں، باغبانی کے حق میں اور ایک آرڈیننس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری کیا۔ جس نے عرب کی شکل بدل دی، وہ یہ تھا۔

مَنْ أَحْيَ الْأَمْوَاتَ فَهُوَ لَهُ

یہ بنجر زمینیں پڑی ہیں لاکھوں ایکڑ بنجر زمین وہاں پر پڑی ہے۔ جو شخص ان کو آباد کرلے گا وہ ان کا مالک ہو جائے گا۔

یہ ایک نہایت زبردست آرڈیننس تھا۔ عرب کی زمین جسے زراعت کی اصطلاح میں Virgin زمین کہتے ہیں کیونکہ اس میں کوئی کاشت نہیں ہوتی تھی اور جب تھوڑا سا پانی بھی اسے ملا تو اس نے بڑی اعلیٰ فصل دی۔ یہی ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا۔ عرب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں، آپ کے وجود باجود کی برکت سے عرب میں بارشوں کی مقدار بھی بڑھ گئی تھی۔ ایک مہینے تک بعض ندیاں چلتی تھیں، پہلے ان کا تصور نہیں ہوتا تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بارشیں زیادہ ہونی شروع ہوگئیں۔Virgin زمین تھی۔ اس نے فصل زیادہ دینی شروع کردی۔ اور وہی خانہ بدوش لوگ جو چکر لگایا کرتے تھے وادیوں میں وہ باقاعدہ Settle ہو گئے اور ایک باقاعدہ منظم معاشرہ وجود میں آ گیا۔ ان وادیوں میں پھرنے والے خانہ بدوشوں کے علاوہ ایک مسئلہ مکہ والوں کا بھی تھا۔ اب جب مکہ والے ہجرت کر کے آئے تو وہ تاجر تھے۔ مکہ زبردست سنٹر تھا تجارت کا۔

ایک طرف ہندوستان، انڈونیشیا اور چین سے سامان آتا تھا، بحیرہ ہند، بحیرہ عرب میں اور یہاں پورٹ پر اتارا جاتا تھا۔ مکہ والے اتارتے تھے۔ سردیوں میں یہ سامان آتا تھا اور پھر گرمیوں میں یہ سامان لے کر جاتے تھے Middle East اور یورپ میں، ڈنمارک اور سویڈن جیسے ممالک تک سامان جاتا تھا۔ اس کے پورے دلائل موجود ہیں۔ قرآن کریم میں واضح اشارہ موجود ہے۔ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ

مکہ والے لوگ تاجر تھے جب ہجرت کر کے یہ لوگ آ گئے تو پھر کیا کریں۔ اب مدینہ تو تجارت کا اتنا بڑا سنٹر نہیں تھا۔ کچھ مہاجرین مثلاً حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تجارتیں کیں اور کامیاب تجارتیں کیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ نے تو پہلے دن ہی کمائی کرلی تھی۔ مدینہ میں یہود کا بازار تھا، سوق قینقاع، ان کے بازار میں جا کر پہلے دن کمائی کرلی۔ حالانکہ یہود خود اتنا بڑا تاجر ہے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم گہری بصیرت رکھنے والے صحابی تھے وہ تو کامیاب ہو گئے مگر سب کے لئے اس طرح ایک ہی میدان میں کامیابی ممکن نہ تھی اس طرح اب صرف خانہ بدوشوں اور وادیوں کے رہنے والوں کو Settle کرنا مسئلہ نہ تھا بلکہ یہ مہاجرین جو آئے تھے ان کو بھی زمیندار بنانا تھا۔ یہ بھی بڑا مسئلہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زمیندار بنایا۔ جن میں ایک حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے رشتہ میں قریبی تھے۔ اب ایک طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ بدوشوں کو زراعت سکھا کر زراعت کی طرف توجہ دلا کر باغبانی سکھا کر متمدن کسان بنایا۔ بجائے جو اِدھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں پھر ڈاکے بھی مارتے ہیں اور چوریاں بھی کرتے ہیں اس سے ہٹایا اب جو مکہ سے آئے تھے ان کو زمیندار بنایا ان میں سے جو زمینداری کر سکتے تھے۔ ایک نام حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ وہ زمین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت بے کار تھی وہ کوڑیوں کے مول بھی کوئی نہ خریدتا تھا۔ کیونکہ پانی کے بغیر وہ بے کار تھی۔ اس کی قیمت کا اندازہ آپ اس روایت سے کریں جو میں اب بیان کرنے لگا ہوں۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب وفات ہوئی تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ دیکھو میرا اتنا قرض ہے اتنے لاکھ روپے وہ تم ادا کر دینا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب میں نے اس قرض کا حساب کیا تو میں نے اسے ۲۲ لاکھ درہم پایا۔ کہتے تھے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ سے ملے کہ بھتیجے میرے بھائی پر کتنا قرضہ ہے؟ تو عبداللہ نے ان سے چھپا کر کہا۔ ایک لاکھ۔ حکیمؓ نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ تمہاری جائیدادیں اس کو نمٹا سکیں گی۔ عبداللہ نے ان سے کہا کہ بتائیں کہ اگر وہ قرض ۲۲ لاکھ ہو۔ حکیم نے کہا میں نہیں خیال کرتا کہ تم اسے چکا سکو گے۔ اگر تم اس میں سے کسی قرضہ کی ادائیگی نہ کر سکو تو تم میری مدد لے لینا۔

کہتے ہیں کہ ''غابہ'' (مدینہ کے پاس ایک زمین) زبیرؓ نے ایک لاکھ ستر ہزار درھم کو لیا تھا۔ عبداللہ نے اسے سولہ لاکھ کا فروخت کیا۔ (جو جگہ انہوں نے تقریباً ایک لاکھ کی خریدی تھی قیمتیں اتنی بڑھیں کہ عبداللہ نے اسے ۱۶ لاکھ میں بیچا۔ حضور کی اس مہم کے بعد) پھر وہ کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ جس کے پاس زبیر کے ذمہ کوئی حق ہو تو وہ ہمیں ''غابہ'' میں آ کر ملے۔ چنانچہ عبداللہ بن جعفر ان کے پاس آئے۔ زبیر کے ذمہ ان کا چار لاکھ قرضہ تھا۔ تو انہوں نے عبداللہ بن زبیر سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں تمہیں چھوڑے دیتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا نہیں۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا اچھا پھر تم میرے اس قرضہ کو ان قرضوں میں رکھو جو تم بعد میں ادا کرو گے۔ اگر تم نے کوئی قرضہ بعد میں ادا کرنا ہے پھر انہوں نے کہا کہ اچھا تم میرے لئے ایک ٹکڑا الگ کر دو۔ عبداللہ نے ''غابہ'' کی زمین کا ایک حصہ بیچا اور اس سے ان کا سارا قرضہ ادا کر دیا اور پورے کا پورا ادا کر دیا۔ اس ''غابہ'' کی زمین سے ساڑھے چار حصے بچ گئے۔ پھر عبداللہ بن زبیرؓ، معاویہ بن ابوسفیان کے پاس گئے ان کے پاس منذر بن زبیر، عمرو بن عثمان اور عبداللہ بن زمعہ بیٹھے تھے۔ معاویہ نے ان سے پوچھا کہ غابہ کی کیا قیمت ڈالی گئی تھی؟ عبداللہ نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ کا تھا۔ معاویہ نے پوچھا کتنا باقی رہ گیا ہے؟ عبداللہ نے جواب دیا کہ ساڑھے چار حصے۔ منذر بن زبیر نے کہا کہ میں نے بھی ایک حصہ ایک لاکھ درہم میں لے لیا۔ عمر بن عثمان نے بھی ایک حصہ ایک لاکھ درہم میں لے لیا۔ عبداللہ بن زمعہ نے بھی ایک حصہ ایک لاکھ درہم میں لے لیا اور معاویہ نے کہا کہ باقی کتنے حصے بچے؟ انہوں نے کہا کہ ڈیڑھ حصے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے ایک لاکھ پچاس ہزار درھم میں لے لیا۔

کہتے تھے کہ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ معاویہ کے ہاتھ چھ لاکھ درہم کو بیچا۔

بہر حال اب میں زیادہ واقعات چھوڑتا ہوں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تجارت سکھائی ان کو جو مکہ سے آنے والے تھے ان میں سے اکثر تاجر تھے۔ اور ان کو جو وادیوں میں رہنے والے خانہ بدوش تھے جو لوٹ مار کیا کرتے تھے۔

اس لوٹ مار جسے وہ نھبہ کہتے تھے کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باقاعدہ مہم چلائی ہے۔ اب اتنا اثر تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مہم کا جو نھبہ کے خلاف تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اندر ایک شادی میں شامل ہوئے۔ پرانا ایک رواج تھا ہمارے ہاں بھی بعض دفعہ ہوجاتا ہے شادی ہو جب چھوارے وغیرہ اور مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی تھی تو اس میں کچھ چھینا جھپٹی ہو جاتی تھی۔ اب یہ ایک اندازہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب منتظر تھے کہ اب یہاں بھی کچھ چھینا جھپٹی ہوگی اور مذاق ہوگا۔ اب صحابہ خاموش بیٹھے رہے کسی نے کوئی چھینا جھپٹی نہیں کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ نھبہ کیوں نہیں ہو رہی۔ سب نے کہا کہ حضور آپ نے ہی تو منع کیا تھا کہ نھبہ نہیں کرنی ہے۔ اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوٹ مار سے روکا تھا اس کا صحابہ نے اتنا اثر لیا کہ مذاق کے طور پر جو مٹھائی کی لوٹ مار ہوتی ہے وہ بھی نہیں ہوئی۔ نھبہ کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ مہم چلائی ہے۔ خانہ بدوشوں کو بھی Settle کیا اور مکہ سے آنے والوں کو بھی۔ مکہ باقاعدہ تجارتی شہر تھا۔ انڈونیشیا وغیرہ سے سامان آتا تھا۔ مکہ میں جو گودام تھے۔ ان میں رکھا جاتا تھا۔ عدن کے قریب جو پورٹ تھی وہاں یہ سامان اترتا تھا۔ عرب گرمیوں میں یورپ جا کر یا موجودہ مشرقی اُردن جا کر بیچتے اور روسی ایمپائر میں وہ سامان لے جاتے تھے۔

اب جس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زراعت سکھائی ہے اور ترغیب دی ہے وہ بڑا ہی دلچسپ ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تُقِيمُ السَّاعَةَ قیامت آجائے، گھڑی آجائے وَفِي يَدَ اَحَدِكُم فَصِيلَةَ۔ کسی کے ہاتھ میں ایک قلم ہے جس سے وہ درخت لگاتے ہیں۔ اگر کسی کو یہ طاقت ہے کہ اب قیامت آگئی ہے۔ آثار قیامت دیکھ لے اور خبر مل گئی کہ اب قیامت آگئی ہے تو وہ اگر وہ قلم لگانے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ قلم لگا دے۔ یہ شجر کاری جس پر آپ نے زور دیا ہے آج تک کسی نے اتنا زور نہیں دیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جزاء دے ہمارے ربوہ کے خدام کو جنہوں نے یہاں شجر کاری کی مہم شروع کی ہوئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا مَامِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرساً اَوْ يَزْرَعُ زَرعاً کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ وہ کوئی پودا لگائے یا کوئی کھیت لگائے پھر فَيأكُلُ مِنهُ طَيرٌ اَوْ اِنسَانٌ أوْ بَهِيمَةٌ. پھر اس سے کوئی پرندہ کھائے، کوئی انسان کھائے، کوئی جانور کھائے، اِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَة. تو یہ اس کھیت لگانے والے یا درخت لگانے والے کے لئے صدقہ جاریہ ہوگا۔ اس کے مرنے کے بعد بھی اسے ثواب ملتا رہے گا۔

(اس درس کو مکرم طارق حیات صاحب نے ٹرانسکرائب کیا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک سے بیان فرمودہ بعض

نسخہ جات

(مکرم سرفراز احمد عدیل صاحب ۔ کنری سندھ)

طبیب اپنے بیماروں کے واسطے دعا کیا کریں

فرمایا: ''طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اِس کو حرام نہیں کیا کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے لیکن یاد رکھو کہ مؤثرِ حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بیماری کے وقت چاہیے کہ انسان دوا بھی کرے اور دُعا بھی کرے۔ بعض وقت اللہ تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب بتلا دیتا ہے اور اس طرح دعا کرنے والا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج بتا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۳، ۵۴)

مچھلی کی ہڈی گلے میں پھنس جانے کا علاج

فرمایا:-

''مچھلی کی ہڈی کا علاج تو سہل ہے کہ دہی سرکہ ملا کر پلایا جاوے، تو فوراً نکل جاتی ہے۔

اور فرمایا کہ: خدا کا فضل قدم قدم پر انسان کو مطلوب ہے اگر اس کا فضل نہ ہو تو یہ جی نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد۲ صفحہ ۳۱۶)

دانت درد کا علاج

اس کے لئے مجرب علاج یہ ہے کہ ایک بوٹی بنام کارابارا نہر کے کنارے ہوتی ہے بارہا آزمایا ہے کہ جب اسے لے کر منہ میں رکھا اور چبایا اور اس کا اثر دانت پر پہنچا کیسا ہی سخت درد کیوں نہ ہو آرام آ جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۷۴)

سر درد اور متلی کا علاج

نماز مغرب ادا فرما کر حضرت اقدس تشریف لے جانے لگے تو مفتی محمد صادق صاحب نے سر درد اور متلی وغیرہ کی شکایت کی۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ:-

''آج شب کو کھانا نہ کھانا اور کل روزہ نہ رکھنا۔ سکنجبین پی کر اس سے قے کر دو''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۷۵)

سر درد کا علاج

فرمایا کہ:-

''ہڈیوں کا شوربہ پیا کرو۔ ہڈیاں ایسی لیں جن میں کچھ گوشت چمٹا ہوا ہو ان کو ابال کر شوربہ ٹھنڈا کرو کہ چربی جم جائے۔ اس چربی کو نکال دو۔ باریک رومال پانی میں تر

کر کے شوربہ اس میں چھانو کہ چربی اس میں لگ جائے اور خالص شوربہ رہ جائے وہ پیا کرو ہم دعا بھی کریں گے"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۵۴۳)

دودھ کا فائدہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جناب مفتی محمد صادق صاحب کی علالت طبع کا حال استفسار کرتے ہوئے فرمایا: کہ "اگر دودھ ہضم ہونے لگ جائے تو بخار اُس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۲۴۔۲۲۵)

دیسی جڑی بوٹیاں

فرمایا کہ: "یہ دیسی بوٹیاں بہت کارآمد ہوتی ہیں مگر افسوس کہ لوگ ان کی طرف توجہ نہیں کرتے"۔

(ملفوظات جلد پنجم ۱۹۶)

سفوف بھلاوہ کے خواص

فرمایا: "باہ کے مایوسوں کے واسطے مفید ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۲۹)

اونٹ کی سواری کا طبی فائدہ

فرمایا: "اونٹ کی سواری بھی محلّل ہے۔ امراض ذیابیطس سلسل البول کو مفید ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵۳۰)

پتھری کے اخراج کا نسخہ

نرلسی 3 رتی اور وائنم اپی کاک کا استعمال اس کے واسطے بہت مفید ہے اور چاول وغیرہ لیسدار اشیاء کا استعمال نہ کرنا چاہیے۔ یہی لیس منجمد ہو کر کنکر بن جاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ:-

"میرے والد صاحب کو بھی یہ مرض رہی ہے۔ وہ مصبر کی گولیاں استعمال کیا کرتے تھے بہت مفید ہیں۔ اس میں مصبر۔ سہاگہ۔ بذرالبنج۔ فلفل۔ دار فلفل وغیرہ ادویہ ہوتی ہیں"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۰)

شہد کے خواص

شہد کے تذکرے پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

"دوسری تمام شیرنیوں کو تو اطباء نے عفونت پیدا کرنے والی لکھا ہے مگر یہ اُن میں سے نہیں ہے۔ آم وغیرہ اور دیگر پھل اس میں رکھ کر تجربے کئے گئے ہیں کہ وہ بالکل خراب نہیں ہوتے سالہا سال ویسے ہی پڑے رہتے ہیں...... ریاضت کش اور مجاہدہ کرنے والے اکثر اسے استعمال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہڈیوں وغیرہ کو محفوظ رکھتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 553)

کھانسی کا علاج

فرمایا کہ: کل جو خواب میں مولوی محمد احسن صاحب کے دوا بتلانے کی نسبت بیان کیا تھا میں نے اس کے مطابق رات کو جائفل اور سونٹھ منہ میں رکھا۔ اب کھانسی کا اس سے بہت فائدہ معلوم ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 55)

کمپیوٹر میں وائرس اور ہیکرز کے حملے سے بچاؤ کی تدابیر

(مکرمہ منصورہ حنا صاحبہ)

آپ کے کمپیوٹر کیلئے وائرس، ہیکرز اور سائبر ٹاکرز خطرہ بن سکتے ہیں لیکن صحیح ساز و سامان اور مکمل احتیاط سے آپ اپنے PC کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے چند اہم اور سہل تجاویز پیش خدمت ہیں۔

انجانی فائل نہ کھولیں

کوئی بھی فائل اس وقت تک نہ کھولیں جب تک کہ آپ کو مکمل طور پر معلوم نہ ہو جائے کہ اس میں کیا ہے۔ اگر ای میل کسی ایسے شخص کی جانب سے آئی ہے جس کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں تو مطمئن ہو کر دیکھ لیں۔ کسی اجنبی کی طرف سے بھیجی گئی فائل کو ڈاؤن لوڈ نہ کریں۔ فائل کو قبول کرنے سے پہلے یقین کر لیں کہ یہ فائل کھولے جانے کی مستحق ہے بھی یا نہیں۔

مشکوک ای میل

جب آپ کو آپ کے دوست یا پڑوسی کی طرف سے ای۔ میل کسی ایسے عنوان کے ساتھ موصول ہو جیسے I love you وغیرہ اور آپ جانتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور محتاط ہو جائیں۔ اجنبی عنوانات عام طور پر وائرس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جلد از جلد مشکوک ای میل کو Delete کر دیجئے۔

آن لائن احتیاطی تدابیر

ویب سائٹس کے سمندر میں نئے ہمسائے کی تلاش میں احتیاطی تدابیر کے استعمال کی مشق کریں۔ آپ سڑک پر چلتے ہوئے کسی اجنبی کو اپنا نام اور پتہ نہیں بتاتے۔ اسی طرح آن لائن کسی اجنبی کے سامنے اپنی ذاتی معلومات کا اعلان نہ کیجئے۔ اگر آپ آن لائن ہیں تو اسی طرح کی احتیاطی تدابیر اختیار کیجئے جیسے آپ کسی ڈیپارٹمنٹل اسٹور میں ہوں۔

Passwords

Passwords کمپیوٹر کی حفاظت کا نہایت آسان اور عام راستہ ہے اور اس کے زیر تحفظ آنے کے بعد یقینی طور پر وہی لوگ آپ کا کمپیوٹر استعمال کر سکتے ہیں جن کو آپ کی طرف سے اجازت حاصل ہو۔ ایسا پاس ورڈ لگانا مناسب ہوگا جس کا اندازہ لگانا مشکل ہو۔ بہت سے لوگ آسان اور یاد رہنے والے نمبر اور الفاظ منتخب کرتے ہیں مثال کے طور پر تاریخ پیدائش، فون نمبر یا نِک نیم وغیرہ۔ کچھ لوگ اپنے پاس ورڈ تبدیل نہیں کرتے اور اپنے ساتھیوں کو آسانی سے بتا دیتے ہیں اگر آپ ایک شخص کو بتاتے ہیں تو اس طرح وہ بھی دوسروں کو بتا سکتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ایسا پاس ورڈ بنائیے جو بغیر معنی کے ہو۔ پاس ورڈ کو متواتر تبدیل کرتے رہیں اور کسی پر یہ راز فاش نہ کریں۔

جب انٹرنیٹ زیر استعمال نہ ہو تو منقطع کر دیجئے

ہمیشہ یاد رکھئے انٹرنیٹ ایک دو رویہ سڑک ہے۔ اس کے

ذریعہ آپ باآسانی دوسروں کے کمپیوٹر اور ویب سائٹ تک پہنچ سکتے ہیں۔اسی طرح کوئی دوسرا شخص بھی آپ کے کمپیوٹر اور ویب سائٹ تک پہنچ سکتا ہے۔اس لئے احتیاط ضروری ہے۔

متواتر بیک اپ

اپنے کام کا متواتر بیک اپ لیں۔اگر کوئی وائرس آپ کی فائل کو تباہ کردے تو آپ دوبارہ اس کی بیک اپ کاپی کر سکتے ہیں۔ بیک اپ کی ہوئی فائلز کو کام کی فائلز سے بالکل علیحدہ رکھیں۔ بیک اپ فائل کو کمپیوٹر سے علیحدہ فائل یا سی ڈی یا ڈسک میں رکھیں۔

اینٹی وائرس (Anti Virus) کی اہمیت

صحیح چیزوں کو جمع کر کے مسلسل ان کی تجدید کرتے رہیں اور کمپیوٹر کی مدد سے محفوظ کریں۔ اینٹی وائرس سافٹ وئیر (Anti Virus Soft Ware) ایک بہترین آئیڈیا ہے۔ اس سے قطع نظر آپ آن لائن ہو یا نہ ہوں۔اس کو گاہے بگاہے update کرتے رہیں۔

اگر آپ کا کمپیوٹر اس قابل نہ ہو کہ اس پر اینٹی وائرس انسٹال ہو سکے کیوں کہ بعض انٹی وائرس کمپیوٹر پر زیادہ لوڈ ڈالتے ہیں تو آپ اپنا مقصد بعض ایسے انٹی وائرس سے بھی پورا کر سکتے ہیں جو آپ کے کمپیوٹر کی Memory کو کم سے کم استعمال کرتے ہیں۔ یا پھر وقتاً فوقتاً انٹی وائرس انسٹال کر کے سارے PC کو Scan کرلیں اور پھر اسے uninstall کردیں اور پھر ضرورت پڑنے پر اس عمل کر دُھراتے رہیں۔

Windows Update

کمپیوٹر کو وائرس یا ہیکرز سے بچانے کا ایک آسان حل یہ بھی ہے کہ آپ اپنی استعمال کردہ windows کی ویب سائٹس پر جا کر اس کے Latest updates اپنے کمپیوٹر میں انسٹال کرلیں کیوں کہ ہر نئے آنے والے وائرس کا update تیار کرلیا جاتا ہے۔

نیز ہیکرز آپ کے کمپیوٹرز میں داخل ہونے لئے جو بھی نیا رستہ تلاش کرتے ہیں اس کا توڑ بھی عموماً تیار کر کے وہاں رکھ دیا جاتا ہے۔

کمپیوٹر میگزینز و رسائل کا مطالعہ

سب سے ضروری اور اہم چیز یہ ہے کہ آپ اپنی معلومات کی وسعت اور نئے آنے والے وائرس کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہنے کے لئے کمپیوٹر سے متعلقہ رسائل وغیرہ کا مطالعہ کرتے رہیں کیوں کہ اس سے آپ بہت حد تک بروقت وائرس اور ہیکرز سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ان میں عموماً وائرس کی تفصیلات اور اس سے بچنے کا طریق بتا دیا جاتا ہے۔ یہ کام آپ انٹرنیٹ کے ذریعہ بھی کرسکتے ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

خداتعالیٰ ہمیں جماعت احمدیہ عالمگیر کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد مجلس عاملہ

مجلس دارالنور

فیصل آباد

رپورٹ سالانہ تربیتی کلاس 2005ء

(مکرم نصیر احمد انجم صاحب۔ ناظم اعلیٰ تربیتی کلاس)

جماعت احمدیہ نے زندگی کے اُسلوب قرآن کریم اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے سیکھے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے کہ مومنوں میں سے ایسے لوگ ہونے چاہئیں جو دین کا علم سیکھیں اور واپس جا کر اپنی قوم کو سکھائیں۔ بخاری شریف میں ذکر ملتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قریباً ہم عمر نوجوانوں کی ایک تربیتی کلاس منعقد فرمائی۔ جس میں آپ نے انہیں دیگر علوم کے علاوہ بالخصوص نماز پر کاربند رہنے کی تلقین فرمائی۔

اس سنت کے مطابق تقریباً نصف صدی سے مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت نوجوانوں کی تربیتی کلاس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں انہیں علوم دینیہ کا شغف دلانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ شبانہ روز عبادات کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔

امسال خدا کے فضل واحسان سے شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو 6 تا 19 رمئی 2005ء کو انچاسویں (49th) سالانہ تربیتی کلاس کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اس کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

انتظامیہ

کلاس کے انتظامات کے لئے اراکین عاملہ میں مندرجہ ذیل انتظامیہ کی منظوری محترم صدر صاحب مجلس سے لی گی۔ الحمد للہ جملہ ممبران نے مفوضہ فرائض خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔

عہدہ	نام
ناظم اعلیٰ	نصیر احمد انجم
نائب ناظم اعلیٰ	مکرم افتخار اللہ سیال صاحب
نائب ناظم اعلیٰ	مکرم مدثر احمد صاحب
ناظم رابطہ	مکرم نصیب احمد صاحب
ناظم روشنی	مکرم مرزا فضل احمد صاحب
ناظم تدریس	مکرم اسفندیار منیب صاحب
ناظم نظم وضبط	مکرم حافظ راشد جاوید صاحب
ناظم کھیل	مکرم مظفر احمد قمر صاحب
ناظم تربیت	مکرم مشہود احمد ذیشان صاحب
ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب
ایڈیشنل ناظم طبی امداد	مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب
ناظم سٹیج۔ انعامات ومشق تقاریر	مکرم اسد اللہ غالب صاحب
ناظم خوراک	مکرم حافظ خالد افتخار صاحب
ناظم رہائش	مکرم امین الرحمٰن صاحب
ناظم صفائی وآب رسانی	مکرم میر محمود احمد صاحب
ناظم رجسٹریشن	مکرم مشہود احمد صاحب
ناظم سمعی وبصری	مکرم فرید احمد نوید صاحب
ناظم حاضری ونگرانی	مکرم فرید احمد ناصر صاحب
ناظم مہمان نوازی	مکرم مشہود احمد ذیشان صاحب
ناظم سٹال	مکرم مظفر احمد قمر صاحب
ناظم وقار عمل	مکرم عدیل احمد صاحب
ناظم سائیکل سٹینڈ	مکرم عتیق الرحمٰن صاحب

افتتاح

کلاس کا افتتاح مورخہ 6 رمئی صبح 8:30 بجے مکرم ومحترم مولانا مبشر احمد کاہلوں ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد ومقامی نے فرمایا۔

آنمکرم نے طلباء کو ان دنوں میں ربوہ کے متبرک مقامات پر جا کر خاص دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی بالخصوص بیت مبارک، بیت اقصیٰ اور بہشتی مقبرہ میں۔

تدریس

افتتاح کے فوراً بعد تدریس کا آغاز ہو گیا۔ تدریس میں طلباء کو قرآن کریم ناظرہ، باترجمہ، حدیث، فقہ، عربی بول چال اور کلام کے مضامین پڑھائے گئے۔ نیز دورانِ تدریس طلباء کو تقاریر کی مشق بھی کروائی گئی اور بعد نماز عشاء طلباء کو ہنر سکھانے کا انتظام بھی کیا گیا۔ روزانہ رات کو سٹڈی ٹائم کے لئے ایک گھنٹہ وقت مختص کیا گیا۔

درج ذیل اساتذہ نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے:

۱۔ ترجمۃ القرآن .... مکرم امین الرحمٰن صاحب
۲۔ قرآن کریم ناظرہ .... مکرم مبارک علی صاحب
۳۔ حدیث .... مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب
۴۔ علم الکلام .... مکرم چوہدری ظفر اللہ خان طاہر صاحب
۴۔ فقہ .... مکرم انتصار احمد نذر صاحب
۵۔ عربی .... مکرم میر انجم پرویز صاحب
۶۔ مشق تقاریر .... مکرم اسد اللہ غالب صاحب

مورخہ 18 رمئی 2005ء طلباء کا تحریری امتحان ہوا جس میں 924 طلباء شریک ہوئے۔ نتیجہ 75% رہا۔ جبکہ کامیابی کے لئے 50% تھے۔

لیکچرز مقررین

دوران کلاس حسب ذیل تقاریر و لیکچرز ہوئے۔

6 مئی جمعہ — نماز باجماعت کی اہمیت
مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب

7 مئی ہفتہ — تعلق باللہ
مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب

8 مئی اتوار — سیرت النبی ﷺ (پاکیزہ جوانی)
مکرم عبدالسمیع خان صاحب

11 مئی بدھ — سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (پاکیزہ جوانی)
مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

12 مئی جمعرات — خدام الاحمدیہ (اغراض ومقاصد)
مکرم امین الرحمٰن صاحب

14 مئی ہفتہ — وقفِ نو
مکرم سید میر قمر سلیمان صاحب

15 مئی اتوار — خلافت سے وابستگی
مکرم سید قاسم احمد صاحب

16 مئی سوموار — کیریئر پلاننگ
مکرم سید طاہر احمد شاہ صاحب

17 مئی منگل — سیٹلائیٹ سسٹم
مکرم بشارت احمد خان صاحب

ادائیگی نماز و درس

روزانہ صبح طلباء کو نماز تہجد باجماعت پڑھائی جاتی رہی۔ نماز مغرب طلباء بیت المبارک میں ادا کرتے رہے۔ جبکہ بقیہ نمازیں ایوان محمود میں ہی ادا کرتے رہے۔ نماز فجر کے بعد درج ذیل اصحاب درس دیتے رہے۔

۱۔مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب ۲۔مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب ۳۔مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب

معلوماتی پروگرامز

شعبہ سمعی و بصری کے تحت معلوماتی پروگرامز دکھائے گئے۔

مجلس سوال و جواب

اس کلاس کے دوران دو مجالس سوال و جواب منعقد ہوئیں ایک مرتبہ مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب نے جوابات دیئے جبکہ دوسری اور بڑی مجلس میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب، مکرم حافظ مظفر احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے۔

یہ دلچسپ مجلس ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔

وقارعمل

نماز عصر کے بعد طلباء کا ایک گروپ باقاعدگی کے ساتھ وقارعمل کرتا رہا۔

کھیل

صبح نماز فجر کے بعد مکرم سید نادر سیدین صاحب طلباء کو ورزش کرواتے رہے اور نماز عصر کے بعد طلباء فٹ بال اور سوئمنگ میں شریک ہوتے رہے۔ دوران کلاس جمعة المبارک کے دن طلباء کو زیارت مرکز کروائی گئی۔ جس میں بیت یادگار، بہشتی مقبرہ، جامعہ احمدیہ سنیئر و جونیئر سیکشنز کی سیر کروائی گئی۔ بعد ازاں بعض طلباء نے سیر کے حوالے سے اپنے تاثرات پر مبنی مضامین قلمبند کیے۔

علمی مقابلہ جات

دوران کلاس طباء کو تقاریر کی مشق کرائی گئی اور آخر پر مقابلہ تلاوت، نظم اور تقریر کرائے گئے۔

اسٹال

ایوان محمود میں طلباء کی سہولت کے لئے کھانے پینے اور دیگر ضروری اشیاء کے لئے اسٹال لگایا گیا جس سے طلباء استفادہ کرتے رہے۔

طعام

دورانِ کلاس تینوں وقت طلباء کے کھانے کا انتظام دار الضیافت میں کیا گیا تھا۔

رجسٹریشن

گذشتہ سال 48 اضلاع کی 304 مجالس کے 1009 طلباء کلاس میں شریک ہوئے۔ جبکہ امسال 51 اضلاع کے 1026 طلباء شریک ہوئے۔ فالحمد للہ علی ذالک

یادر ہے کہ اس کلاس میں صرف وہ طلباء شامل ہوتے ہیں جنہوں نے میٹرک کا امتحان دیا ہوتا ہے اور نتیجہ کے منتظر ہوتے ہیں۔

اختتامی تقریب

کلاس کا اختتام مورخہ 19 مئی دوپہر 1 بجے ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد خاکسار نے رپورٹ پیش کی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔

آپ نے اعزاز پانے والے طلباء میں انعامات تقسیم کیے اور اپنے خطاب سے نوازا جس میں آپ نے طلباء کو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھنے کے ساتھ ساتھ ملفوظات پڑھنے اور ان باتوں پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

فہرست انعامات تربیتی کلاس 2005ء

	نام	مقام
اوّل	حافظ حماد احمد ظفر	دارالیمن شرقی ربوہ
دوم	صہیب احمد بشارت	کوارٹرز تحریک جدید ربوہ
سوم	سیف اللہ	فیکٹری ایریا سلام ربوہ
چہارم	حافظ شکیل احمد تابش	دارالیمن غربی ربوہ
پنجم	عدنان احمد دانش	چک 37 جنوبی سرگودھا
ششم	حافظ خلیق بشیر	دارالذکر فیصل آباد
ہفتم	محمد عمران خان	گھسیٹ پورہ۔فیصل آباد
ہشتم	لقمان احمد بسراء	تلونڈی بھنڈراں نارووال
نہم	سعد بن رفیق	میرپورخاص سندھ
دہم	انصر شریف	جوہر ٹاؤن لاہور

صوبہ جات کی پوزیشن

اوّل صوبہ سندھ: وقاص احمد کنری ضلع میرپورخاص

اوّل صوبہ سرحد: سید بلال حسن۔حیات آباد ضلع پشاور

اوّل صوبہ بلوچستان: عبدالرزاق۔سٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ

اوّل آزاد کشمیر: حافظ مصور احمد مزمل۔میرابھڑ کا آزاد کشمیر

مقابلہ تلاوت

اوّل: حافظ مبرور احمد گوجرانوالہ

دوم: حافظ حماد احمد ربوہ

سوم: میر عثمان احمد گوجرانوالہ

مقابلہ نظم

اوّل: سعید احمد عدیل ربوہ

دوم: نجیب الرحمٰن حافظ آباد

سوم: نوید احمد ناصر ربوہ

مقابلہ تقریر

اوّل: ناصر نذیر شیخوپورہ

دوم: شہاب احمد ربوہ

سوم: آصف محمود لاہور

سائقین

اوّل: شمس الزمان بہاولپور

دوم: سعد بن رفیق میرپورخاص

سوم: انعام اللہ سرگودھا

مقابلہ مضمون نویسی

اوّل: فیصل محمود کنری ضلع میرپورخاص

دوم: احسان اللہ ضلع منڈی بہاء الدین

حوصلہ افزائی

۱۔ عدنان احمد۔راجن پور

۲۔ ایاز احمد۔پشاور شہر

۳۔ علیم احمد۔TDA-93 لیہ

۴۔ عرفان نصیر۔گھارو ٹھٹھہ

۵۔ اطہر قدوس۔مظفر آباد

۶۔ محمد کاشف خان۔میانوالی 16ML

۷۔ محبوب احمد۔کرونڈی خیرپور

۸۔ عقیل احمد۔مٹھی نگر پارکر

بہترین معاون تربیتی کلاس

مدثر احمد + راشد احمد

ہم عہد کرتے ہیں کہ خدام الاحمدیہ کے عہد کی عملی تفسیر بن کر دکھائیں گے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تکمیل میں ہر آن تیار اور ثابت قدم رہیں گے۔ انشاء اللہ

منجانب

قائد مجلس وارا کین عاملہ 61 ر ب

ضلع فیصل آباد

ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر احمدی کو پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعا گو

قائد مجلس وارا کین عاملہ 69 ر ب گھسیٹ پورہ

ضلع فیصل آباد

بڑھے اُس کا غم تو قرار کھو دے وہ مرے غم کے خیال میں
اٹھیں ہاتھ اپنے لیے تو پھر بھی مرے لئے ہی دعا کرے

طالب دعا

قائد وارا کین عاملہ

مجلس فضل عمر فیصل آباد

زندہ اشیاء کی حقیقت

(مکرم حنان احمد صاحب۔ فیصل آباد)

تمام جاندار اشیاء میں ایک رجحان پایا جاتا ہے کہ یہ اپنی صلاحیتوں کو اپنی بقا کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ اس رجحان کا مشاہدہ ایک شیر کے بکری پر حملہ کرنے کے دوران کیا جاسکتا ہے۔ بکری اپنی تمام صلاحیتیں شیر کے حملہ کو بیکار بنا دینے پر مرکوز کر دیتی ہے جبکہ شیر اپنی صلاحیتیں بکری کو شکار بنا لینے پر مرکوز کر دیتا ہے۔ ان دونوں میں اپنی بقا کے رجحان کے تحت ہی صلاحیتیں استعمال ہو رہی ہیں۔ کیونکہ بکری شکار بن جانے کی صورت میں مار ڈالی جائے گی اور شیر بھوکا رہنے کی صورت میں مر جائے گا۔

اس رجحان کو بنیاد بناتے ہوئے کسی بھی جاندار کو چن کر جاندار اشیاء کو سمجھا جاسکتا ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ جانداروں کو سمجھنے کے لئے بقا کے رجحان کے تحت کسی بھی جاندار کو سمجھ کر جاندار اشیا کی تعریف کی جاسکتی ہے۔ تاہم جاندار اشیا کو سمجھنے کے لئے سادہ اور خود انحصار زندگی ہمارے کام کو آسان بنا دے گی۔ اس غرض سے ہم ایک یک خلوی جاندار کلے میڈ وموناس کا انتخاب کرتے ہیں کیونکہ یہ اپنی بقا کے لئے کسی اور جاندار پر انحصار نہیں کرتا ہے۔ اسے اپنے ماحول میں زندہ رہنے کے لئے صرف سورج پر ہی انحصار کرنا پڑتا ہے۔

کلے میڈ وموناس

کلے میڈ وموناس کو پودوں کے گروہ میں شامل کیا جاتا ہے کیونکہ یہ کلوروفل کی موجودگی کی وجہ سے اپنی خوراک خود تیار کرسکتا ہے۔ یہ ایک یک خلوی جاندار ہے اور تازہ پانی میں پایا جاتا ہے۔ اس کے تمام افعال اس کے مرکزہ میں کنٹرول کئے جاتے ہیں۔ پودوں کے گروہ کے دوسرے خلیوں کی طرح اس کے خلیے میں بھی مائیٹو کانڈریا، ویکیول، خلوی دیوار، خلوی جھلی وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ جبکہ یک خلوی جاندار ہونے کی بدولت بعض حصے ایسے بھی ہیں جو کثیر خلوی پودوں کے خلیوں میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک یک خلوی جاندار ہے اور اسے اپنے تمام افعال خود ہی سرانجام دینا ہوتے ہیں۔

خلیے میں بہت سے افعال عمل پذیر ہوتے رہتے ہیں تاہم ان میں سے دو افعال بہت اہم ہیں۔ عمل تنفس اور ضیائی تالیف۔

عمل تنفس

تنفس کا عمل خلیے کے ان حصوں میں ہوتا ہے جنہیں مائیٹو کانڈریا کہتے ہیں۔ تنفس کے دوران خلیہ اپنے ماحول سے آکسیجن اپنے اندر لے جاتا ہے اور یہ مائیٹو کانڈریا میں پہنچائی جاتی ہے جہاں عمل تنفس ہوتا ہے۔ اس عمل کے دوران خوراک کو توڑ کر اس کے بنیادی اجزاء میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اس دوران خوراک میں ذخیرہ شدہ توانائی خارج ہوتی ہے۔ یہ توانائی خلیہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے استعمال کر لیتا ہے۔ تاہم توانائی حاصل کر لینے کے بعد

خوراک کے بنیادی اجزاء پیدا ہوتے ہیں جو جسم میں زائد ہونے کی وجہ سے جسم سے باہر خارج کر دیے جاتے ہیں۔ مثلاً گلوکوز کو تنفس کے دوران توڑ کر اس کے بنیادی اجزا کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی خارج کر دیتے ہیں۔

تنفس خلیے میں ہونے والا ایک تخریبی فعل ہے کیونکہ خلیے میں ذخیرہ شدہ خوراک کو تنفس کے دوران اس کے بنیادی اجزاء میں تبدیل کر کے خلیے سے باہر خارج کر دیا جاتا ہے۔

ضیائی تالیف

ضیائی تالیف خلیے کے سبز حصوں میں ہوتی ہے جہاں کلوروفل موجود ہوتا ہے۔ ضیائی تالیف کے دوران کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی کے مالیکیولوں کو سورج کی روشنی میں گلوکوز تیار کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس دوران آکسیجن ایک فاضل مادے کے طور پر پیدا ہوتی ہے۔ لہذا اسے خلیے سے باہر خارج کر دیا جاتا ہے۔ ضیائی تالیف کے دوران سورج کی روشنی میں موجود توانائی گلوکوز کے مالیکیولوں میں ذخیرہ کی جاتی ہے۔

ضیائی تالیف ایک تعمیری فعل ہے کیونکہ اس کے دوران پانی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے مالیکیولوں سے گلوکوز کے مالیکیول تیار کئے جاتے ہیں۔

تنفس اور ضیائی تالیف کا باہمی تعلق

ایک زندہ خلیے میں بہت سے افعال عمل پذیر ہوتے ہیں تاہم ان افعال کے سرانجام دینے کے لئے توانائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ توانائی کی یہ ضرورت خلیے میں ذخیرہ شدہ خوراک سے پوری کی جاتی ہے۔ خوراک سے توانائی حاصل کرنے کے لئے خلیے میں عمل تنفس ہوتا ہے۔ عمل تنفس کے بعد خلیے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی زائد مواد کے طور پر رہ جاتے ہیں لہذا انہیں خلیے سے باہر خارج کر دیا جاتا ہے۔ اپنی تمام زندگی کے دوران خلیہ اپنی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے عمل تنفس کو جاری رکھنے پر مجبور ہے۔

تنفس جہاں خلیے کی توانائی کی ضروریات پوری کرتا ہے وہیں خلیے کی ساخت کو کمزور بھی بنا دیتا ہے۔ کیونکہ خلیے کا ایک حصہ اس کی تمام زندگی کے دوران تنفس کی وجہ سے مسلسل خلیے کے ماحول میں شامل ہوتا رہتا ہے۔ اگر خلیے کو اندھیرے میں رکھا جائے تو سورج کی روشنی کی غیر موجودگی میں خلیے میں ذخیرہ شدہ تمام خوراک استعمال کر لی جائے گی۔ پھر شائد خلیے کی ساخت کو توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے گھلنا شروع ہو، جیسے انسانوں میں ہوتا ہے کہ بھوک لگنے اور خوراک نہ ملنے کی صورت میں پہلے جسم کی چربی گھلتی ہے اور پھر جسم کی پروٹینز توانائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے گھلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ تاہم یہ واضح ہے کہ اگر طویل عرصہ تک خلیے کو خوراک نہ ملے تو یہ مر جائے گا۔ کیونکہ توانائی کی کمی کے باعث تمام خلوی افعال بگڑ جائیں گے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جہاں تنفس خلیے کی ضروریات پوری کرتا ہے وہیں اس کی ساخت کو کمزور بھی بنا دیتا ہے۔ لہذا خلیے کی ساخت میں اس کی زندگی کے تمام عرصہ کے دوران تنفس کی وجہ سے مسلسل کمی واقع ہوتی رہتی ہے۔

اپنی جسامت میں آنے والی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے خلیہ ضیائی تالیف کرتا ہے۔ ضیائی تالیف کے دوران خلیہ اپنی خوراک تیار کرتا ہے۔ خلیہ اپنی ضرورت کے مطابق خوراک کے چھوٹے مالیکیولوں کو بڑے مالیکیولوں میں بھی

بدل سکتا ہے۔ اور اپنے جسم کا حصہ بھی بنا سکتا ہے۔ مثلاً گلوکوز (انگور کی شکر) کو خلیہ لیکٹوز (یعنی گنے کی شکر) کے بڑے مالیکیول میں تبدیل کر سکتا ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ زندگی کے لئے موزوں ترین حالات ہونے کی صورت میں خلیے کی تمام تر زندگی دو افعال پر انحصار کرتی ہے یعنی عمل تنفس اور ضیائی تالیف۔ ان میں سے کسی ایک فعل کو روکنا بھی خلیے کی موت کا سبب بن سکتا ہے۔

لیکن ایک اہم نقطہ یہ ہے کہ یہ دونوں افعال خلیے اور خلیے کے ماحول سے متعلق ہیں۔ عمل تنفس کے لئے خلیہ اپنے ماحول سے آکسیجن لیتا ہے جبکہ ماحول کو کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی واپس دیتا ہے۔ اس کے برعکس ضیائی تالیف کے دوران خلیہ ماحول سے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی لیتا ہے جبکہ آکسیجن ماحول کو لوٹا دیتا ہے۔

جیسا کہ یہ دونوں افعال خلیے اور خلیے کے ماحول سے منسلک ہیں لہذا یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک زندہ خلیے کو مسلسل اپنے ماحول سے اپنی ساری زندگی کے دوران تعلق رکھنا پڑتا ہے۔ یوں ایک زندہ خلیے کی زندہ حالت کو بیان کرنے کے لئے خلیے اور خلیے کے ماحول کا تعلق ضیائی تالیف اور عمل تنفس کے حوالے سے بیان کرنا ہوگا۔ اور یہ دونوں تعلق الگ الگ یوں بیان کئے جا سکتے ہیں کہ:

تنفس: تنفس کے دوران خلیے کا ایک حصہ ہر وقت ایک مستقل رفتار کے ساتھ اس کے ماحول میں شامل ہوتا رہتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ تنفس ایک ایسا عمل ہے جس کے دوران خلیہ اپنے جسم کو اپنے ماحول کا حصہ بناتا ہے۔

ضیائی تالیف: ضیائی تالیف کے دوران خلیہ اپنے ماحول سے اجزا چن کر انہیں اپنے جسم کا حصہ بناتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ خلیہ ضیائی تالیف کے دوران اپنے ماحول کو اپنے جسم کا حصہ بناتا ہے۔

ان دونوں تعلقات کے تحت خلیہ اس وقت زندہ ہے جب اس کا جسم اس کے ماحول کا حصہ بن رہا ہو اور اپنی بقا کی خاطر خلیہ اپنے ماحول کو اپنے جسم کا حصہ بنا رہا ہو۔

اس فقرہ کے ذریعہ کلے میڈوموناس کی زندہ حالت بیان کی گئی ہے۔ تاہم تمام کے تمام زندہ جاندار اسی حالت میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن ہمیں ان کی غذائی زنجیر میں مقام کے تحت اس تعریف کو سمجھنا ہوگا۔ مثلاً تمام یک خلوی جاندار اپنے ماحول سے تعلق رکھتے ہوئے اس تعریف کو پورا کرتے ہیں۔ دوسری طرف کثیر خلوی جاندار مثلاً انسان، گھوڑا وغیرہ غذائی زنجیر میں اپنے مقام کے حوالے سے اس تعریف پر اپنی زندگی کے دوران پورے اترتے ہیں۔ نا صرف کثیر خلوی جاندار بلکہ کثیر خلوی جانداروں کا ہر ایک زندہ خلیہ بھی اپنے گرد و پیش کے اعتبار سے اپنی تمام زندگی کے دوران اسی حالت میں رہتا ہے۔ لہذا یہ زندگی کی ایک حتمی تعریف ہے۔

زندگی کی تعریف سے اخذ کردہ نتائج

زندگی کی تعریف کے مطابق کوئی بھی جاندار کسی ماحول کے بغیر نہیں پایا جا سکتا ہے۔ جہاں کہیں بھی زندہ جاندار ہوگا اس کے ساتھ ہی وہ ماحول بھی ہوگا جس میں وہ رہا ہوگا۔ یعنی جاندار کے ساتھ اس کے ماحول کا ہونا ایک لازمی شرط ہے۔

عطیہ خون

(شیخ ذیشان وسیم۔ مجلس گلشن راوی، لاہور)

خون انسانی زندگی کا پانی ہے اور یہ قدرت کے خاص تحفوں میں سے ایک تحفہ ہے۔ یہ ایک ایسا عطیہ ہے جو کہ کچھ عرصے کے بعد پھر دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ انسانی جسم کے باقی اعضاء جیسا کہ گردے، دل، جگر اور cornea کا عطیہ صرف ایک ہی بار دیا جا سکتا ہے۔ ہر صحت مند آدمی کے جسم میں 5 سے 6 لیٹر اور عورت کے جسم میں 4.5 سے 5 لیٹر خون ہوتا ہے۔ خون چار چیزوں کا کمپاؤنڈ ہے، جو کہ Red Cells, White Cells, Platelets اور Plasma ہیں۔

صاف خون

صاف خون سے مراد تمام بیماریوں اور جراثیم سے پاک خون ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ بلڈ ڈونر کو اگر کوئی مہلک مرض ہے تو وہ خون ہرگز نہ دے۔

عطیہ خون کے فوائد

خون ایک جان بچانے والی قیمتی دوا ہے، جس کا کوئی مول نہیں ہے۔ لاکھوں انسانی زندگیاں پاک اور صاف خون پر منحصر ہیں۔ ایک تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ خون کے عطیات دیتے ہیں، ان میں دل کے امراض کم پائے جاتے ہیں۔ خون دینے سے خون پتلا ہو جاتا ہے، جس سے خون کی گردش ٹھیک طرح سے ہوتی ہے۔ ایک ریگولر بلڈ ڈونر اپنی صحت کی بھی زیادہ حفاظت کر سکتا ہے، کیونکہ باقاعدگی سے خون دینے کے نتیجے میں جسمانی چیک اپ ہوتا رہتا ہے۔

کیا آپ خون کا عطیہ دے سکتے ہیں؟

اگر آپ 18 سے 65 سال کے ہیں اور وزن 50 کلو یا اس سے زائد ہے اور آپ کو کوئی مہلک مرض نہیں ہے، تو آپ بھی یقیناً خون کا عطیہ دے کر قیمتی جانوں کو بچا سکتے ہیں۔ بلڈ ڈونر کو چاہیے کہ بلڈ ڈونیشن سے دو یا چار گھنٹے قبل کچھ کھا لے۔ آپ خون کا عطیہ ہر تین سے چار ماہ کے بعد دے سکتے ہیں۔ اگر آپ Hepatitis A or E سے گزرے ہیں تو اس کے 12 ماہ بعد آپ خون کا عطیہ دے سکتے ہیں۔ اگر آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کو کونسی قسم کی Hepatitus ہوئی تھی تو آپ کیلئے بہتر ہے کہ عطیہ خون نہ دیں۔ اگر آپ گردے، پھیپھڑے، دل، ٹی بی یا کینسر کی تکلیف میں مبتلا ہیں تو آپ خون کا عطیہ نہیں دے سکتے۔ عطیہ خون کے لئے ڈاکٹر آپ کا کچھ چیک اَپ کرے گا جیسا کہ بلڈ پریشر، نبض، اور وزن۔ آپ کی نبض کی رفتار 100-60 فی منٹ ہونی چاہیے۔

خون نکالنے کا طریقہ

آپ کو Blood Donation area میں لیجایا جائے گا، جہاں پر آپ آرام سے لیٹ جائیں گے۔ ایک خالی بلڈ بیگ کی سوئی آپ کے ہاتھ کی ورید میں بغیر درد کے لگا دی جائے گی اور تقریباً دس منٹ میں 1/2 لیٹر خون حاصل کر لیا جائے گا اور سوئی نکال دی جائے گی۔ لیکن آپ کو آٹھ سے دس منٹ لیٹے رہنا چاہیے۔ اس کے بعد آپ بیٹھ جائیں اور کوئی سافٹ ڈرنک لے لیں۔ اب آپ اپنے معمول کے کام باآسانی کر سکتے ہیں۔ ■

ہم خداتعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں جماعت احمدیہ کی احسن رنگ میں خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

منجانب

ناظم اطفال وضلع واراکین عاملہ

ضلع فیصل آباد

ہم حضور انور کے کامیاب دورہ جات پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور تمام جماعت کے خلافت کے زیر سایہ رہنے کے لئے دعا گو ہیں۔

دعا گو

اراکین عاملہ وقائد مجلس

گنڈا سنگھ ضلع فیصل آباد

شوخیٔ تحریر

ہمارا پی ٹی کرنا

(مرسلہ: مکرم مبشر احمد آصف صاحب)

کرنل محمد خان نے اپنی دلچسپ کتاب بجنگ آمد میں اپنا آرمی میں جانا نہایت پرلطف انداز میں تحریر کیا ہے جو کہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلی دفعہ جب پی ٹی کرنے کا وقت آیا تو اس وقت ان پر کیا گذری ان کی زبانی سنئے (مدیر)

............''کل صبح سات سو بجے پی۔ ٹی کے میدان میں حاضر ہونا ہے۔ لباس، بنیان، نکر اور ربڑ کے جوتے''۔

اور اتنا کہہ کر (گورا انسٹرکٹر) اکڑتا ہوا چل دیا۔ گویا یہ گورا باز نہیں آ رہا تھا۔ وہی حرکتیں کرتا تھا جو لفٹینی کے منافی تھیں۔

کسی نے پوچھا: ''ارے یار، یہ سات سو بجے کس بلا کا نام ہے؟''

ایک صاحب بولے: ''بے معنی بات ہے۔ گورا انگریزی غلط بولتا ہے''۔

ایک فوجی کیڈٹ نے آہستہ سے کہہ دیا: ''اس کے معنی ہیں صبح سات بجے''۔

دن بھر کے تھکے تھے۔ صبح تیار ہوتے ہوتے ہم سے کئی ایک پی ٹی کے لئے سات بجے سے ایک دو منٹ بعد پہنچے۔ کالج میں ہم گھنٹوں دیر سے پہنچا کرتے تھے اور اگر پروفیسر صاحب کے ماتھے پر ایک آدھ ہلکی سی شکن آجاتی تو لمحے بھر میں بغیر استری کے ہموار بھی ہو جاتی تھی، لیکن اس گورے نے جو ہمیں ذرا دیر سے آتے دیکھا، تو کچھ اس انداز سے چلایا، گویا بھونچال آگیا۔ رہیں اُس کی پیشانی کی شکنیں تو ان کی اصلاح کے لئے استری کی بجائے روڈ رولر درکار تھا۔ معلوم ہوا کہ گورا محض پھٹ ہی نہیں گیا کچھ بول بھی رہا ہے لیکن اس کی انگریزی اس انگریزی سے بہت مختلف تھی جو ہم نے کتابوں میں پڑھی تھی۔ گورے کے الفاظ تو خیر ہماری سمجھ میں نہ آئے۔ لیکن ان کی تاثیر ہمارے دلوں میں آناً فاناً سرایت کر گئی کیونکہ اس کے ہر لفظ کے ساتھ ہماری رہی سہی لفٹینی بتدریج زائل ہو رہی تھی۔

ہم خاموشی سے قطاروں میں کھڑے ہو گئے اور پی ٹی شروع ہوئی۔ پہلے تو ہمیں میدان کے اِردگرد دوڑایا گیا یعنی ڈبل کرایا گیا۔ (ڈبل کے معنی پہلی دفعہ معلوم ہوئے) کوئی آدھ پون گھنٹے کی پی ٹی کے بعد ہم تسخیر فطرت میں تو کسی قدر کامیاب ہو گئے لیکن ہماری اپنی ترکیب عناصر میں خاصا خلل آگیا۔

آخر پی ٹی ختم ہوئی اور حکم ہوا کہ ناشتہ کے بعد پھر یہیں حاضر ہونا ہے اور وقت نو سو تیس بجے کا ملا۔ فوجی کیڈٹ سے معنی پوچھے تو معلوم ہوا کہ صبح کے ساڑھے نو بجے مراد ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کھلا کہ یہ گورا کمپنی سارجنٹ میجر ہے جس کی نافرمانی ایک کیڈٹ کی عاقبت کے لئے سخت مضر ثابت ہوتی ہے۔

ناشتہ کے بعد جب میدان میں پہنچے تو سارجنٹ میجر کو غیر حاضر پایا۔ گھڑی دیکھی تو معلوم ہوا کہ وہ غیر حاضر نہیں، ہم ہی وقت سے پہلے پہنچ گئے ہیں۔ گویا فوجی ضبط کی پہلی خوراک ہی اس قدر زود اثر نکلی۔ صحیح وقت پر سارجنٹ میجر نمودار ہوا تو اپنی فتح پر ذرا مسکرایا لیکن فوراً منجمد ہو گیا اور ہمیں حکم دیا کہ

کوارٹر ماسٹر سٹور میں جا کر اپنے اپنے سائز کے بوٹ لے آؤ۔

بوٹ دیکھے تو محسوس ہوا کہ ہمیں پہننے کو وہ چیز دی جا رہی ہے جو گینڈوں کے پاؤں کے لئے زیادہ موزوں ہے اور جب پہن کر دو چار قدم چلنے کی کوشش کی تو یوں لگا جیسے نانگا پربت گھسیٹ رہے ہیں۔ فوجی کیڈٹ نے آہستہ سے کہہ دیا کہ ان بوٹوں کے ساتھ تو ڈبل بھی کرنا پڑے گا۔ یہ سنا تو تمام سلسلہ قراقرم سر پر آ پڑا۔

دو تین دن خاکی کپڑوں کی تیاری میں صرف ہو گئے اور ٹریننگ کے سلسلے میں فقط پی ٹی ہوئی، لیکن جب خاکی یونیفارم تیار ہو گئی اور ہم نے بوٹ پٹی پہننا سیکھ لیا تو باقاعدہ ڈرل شروع ہوئی۔

ڈرل کے آغاز سے پہلے کپتان صاحب نے ہماری Turn-out یعنی یونیفارم وغیرہ کا معائنہ کیا اور معائنہ کیا کیا، گویا ہمیں خردبین کے نیچے رکھ لیا۔ وہ عیب بھی ڈھونڈ نکالے جو درمیانہ قابلیت کا فرشتہ بھی نہ دیکھ پاتا، دیکھ بھی لیتا تو نظر انداز کر دیتا۔ ہم نے ڈرل میں شرکت سے پہلے فوجی کیڈٹ کو بوٹ، پٹی، نمبر، بٹن، پیٹی، فلیش وغیرہ دکھالی تھی، لیکن کمپنی کمانڈر صاحب نے ہمیں دیکھتے ہی جیسے پہچان لیا اور فرمایا

''کیڈٹ نمبر ۱۵، کالر پر ایک سفید ذرّہ Incorrectly Dressed سزا: تین ایکسٹرا ڈرل''۔

سارجنٹ میجر نے جو کاپی پنسل لئے کمپنی کے ارشادات قلمبند کر رہا تھا تو فوراً ہمارے اعمال نامے میں ہماری سزا کا اندراج کیا۔ کم و بیش ایسا ہی حشر ہر کیڈٹ کا ہوا۔ حتی کہ بیچارے فوجی کیڈٹ بھی نہ بچ سکے جو بظاہر پیدا ہی یونیفارم میں ہوئے تھے۔

اس کے بعد ڈرل شروع ہوئی اور خوب تیزی اور تندی سے حکم ملنے لگے۔

''سیدھے دیکھو۔ چھاتی باہر۔ ٹھوڑی اوپر۔ بازو ہلاؤ۔ ہالٹ۔ ہلو مت۔ مکھی مت اڑاؤ۔ ہنسو مت'' وغیرہ وغیرہ

ان سب میں ''ہلو مت'' کے حکم پر عمل کرنا عذاب عظیم تھا۔ سیدھے بت بنے کھڑے ہیں کہ کان پر کھجلی محسوس ہوتی ہے۔ اَب ہاتھ کو جنبش دینا جرم ہے۔ کندھا کان تک نہیں پہنچ سکتا۔ کان کا خود ہلنا منشائے فطرت نہیں اور وہاں تک ہاتھ لے جانا منشائے سارجنٹ نہیں۔ عین اس وقت ایک مکھی ناک پر نازل ہوتی ہے۔ مکھی کو فنا کرنے کی بے پناہ خواہش دل میں پیدا ہوئی، لیکن سارجنٹ گویا ہاتھ ہلانے کے خیال ہی کو دیکھ لیتا ہے اور اپنی کاکنی انگریزی میں چلا اٹھتا ہے Don't Kill No Fly یعنی مکھی مت مارو۔ ہاتھ وہیں کا وہیں سوکھ جاتا ہے اور مکھی نہایت اطمینان سے ناک کے نشیب و فراز کا معائنہ کرتی ہے۔ ایسے اشتعال انگیز حالات میں بے حرکت کھڑے رہنا صحیح معنوں میں نفس کشی تھی۔ اس وقت زندگی کی واحد خواہش صرف اتنی ہوتی کہ کب ڈرل ختم ہو اور جی بھر کر ناک اور کان کھجائیں اور بالآخر جب ڈرل ختم ہوتی اور ہم بلا خوف تعزیر کانوں کو چھو سکتے اور مکھیوں کو اڑا سکتے تو ہمیں محسوس ہوتا کہ کان کھجانا اور مکھی اڑانا بھی کس قدر عظیم عیاشی ہے بلکہ اسی خوشی میں وہ آبلے بھی بھول جاتے جو ان آہنی بوٹوں کے اندر ہی بنتے اور پھوٹتے تھے۔ (بجنگ آمد از کرنل محمد خان)

❁❁❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ عالمگیر کی بے انتہاء کامیابیوں پر احباب جماعت کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب

قائدین مجالس واراکین عاملہ

جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کی حفاظت فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد مجلس واراکین عاملہ

89 ج ب رتن ضلع فیصل آباد

***
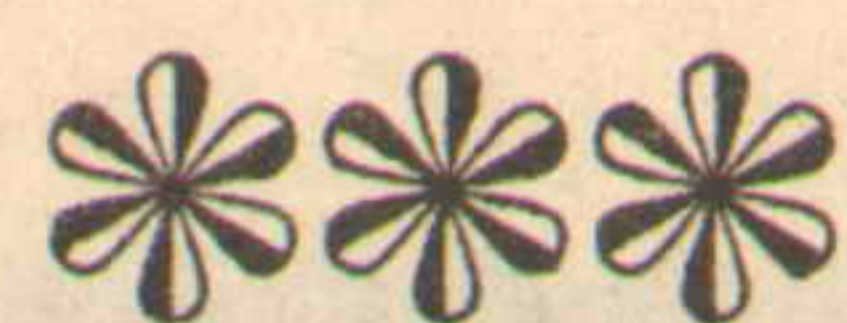
ہم جماعت احمدیہ عالمگیر کی ترقیات اور کامیابیوں کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد ضلع وارا کین عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ

120 ج ب علی ٹاؤن

ضلع فیصل آباد
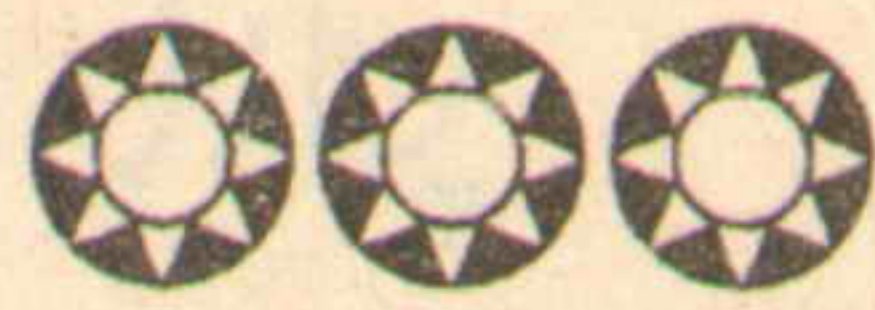
"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"۔

(المصلح الموعود)

خدا تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد مجلس و عاملہ

88 ج ب ضلع فیصل آباد

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو اپنی
حفاظت میں رکھے اور ہمیشہ خلیفہ وقت کی
مکمل اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد و خدام

علاقہ فیصل آباد

ماہنامہ خالد اگست 2005ء

"حُبُّ الوَطَنِ مِنَ الاِیمَانِ☆"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

''لوگ تو اس ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن آپ ان کوششوں کی راہ میں روک بن جائیں اور حُبُّ الوطنی کے گیت گائیں اور ساری قوم کو سمجھائیں ...... حُبُّ الوطنی کے جذبہ کو زخمی نہ ہونے دو۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو یہ جہاد بھی کرنا چاہئے کہ پاکستان میں حُبُّ الوطنی کے احساس کو نمایاں کیا جائے اور بیدار کیا جائے اور ہر قسم کے ایسے خیالات جو پاکستان کو کسی طرح نقصان پہنچا سکتے ہیں ان کے خلاف کوشش کرنا بھی جماعت احمدیہ کا کام ہے......

مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ پاکستان کو ہمیشہ سلامت رکھے کیونکہ یہ ملک دین کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور اس لحاظ سے یہ واحد ملک ہے۔ اس لئے اگر اس مقدس نام سے پیار اور محبت ہے تو پھر دنیا کے ہر احمدی کو چاہئے کہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ہر کوشش کو ناکام بنادے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۸ نومبر ۱۹۸۶ء مطبوعہ ماہنامہ خالد اگست ۱۹۹۸ء)

☆(کشف الخفاجلد ا صفحہ ۴۱۳۔ المصنوع جلد ا صفحہ ۹۱۔ تشیید المبانی صفحہ ۲۵)

Monthly
KHALID
C. Nagar
Editor:
Mansoor Ahmad Nooruddin
August 2005
Regd. CPL # 75/FD